

حَصْنَ شَاهِيْ قُوْدَرَه صَانُ شَهِيدِ مُحَمَّدِ قُدَّسِ سَلَّمَ

ہادی سیرت نامہ

ترتیب و تهدیب

منظور الحنفی صدیقی ایم اے

استاد ریاضیات کیزیٹ کالج

حسن ابدال

اچھی

رتیب

کا

محمار

ہمیشہ

تام

رہتا

ہے

اسٹریٹ نامہ ادب - چک بینار آنار کلی لاہور

جُمِلَتْ حِقْرَقْ لِحْ غَزَّ

بار : اکٹل

تعداد : ۱۱۰۰

تاریخ اشاعت : اکتوبر ۱۹۶۳

کتابت : رسمیت

طبع : اشرف پرنس لائپوگر

قیمت : دروپے

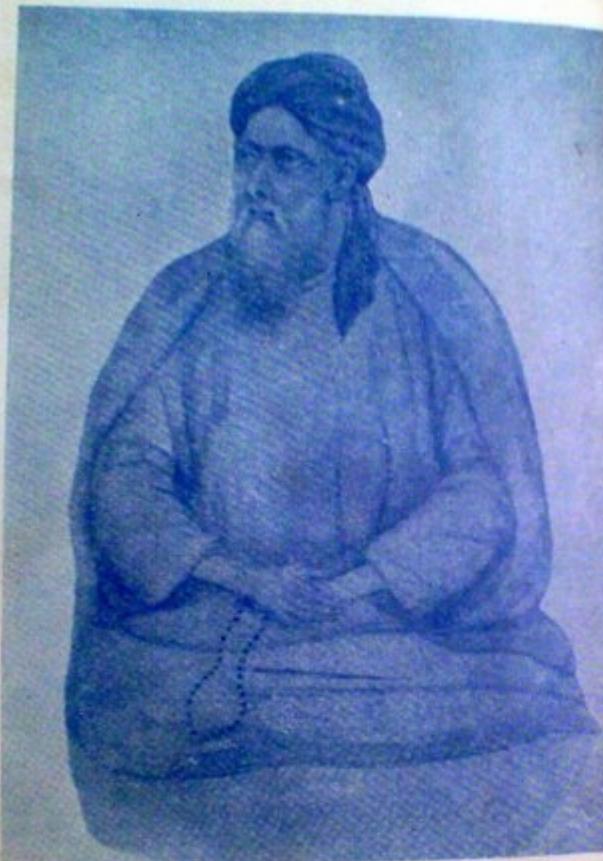
○

اہتمام

حر، سلام۔ آئینہ ادب

پوک مینار۔ نارکی لامب

شبیہ مبارکہ هادی۔ هریانہ شاہ محمد رمضان
شبیہ مہمی رح



ترتیب

- | | |
|-----|-------------------------------------|
| ۹ | ۱ — ابتدائی زندگی اور حصول علم |
| ۲۸ | ۲ — شخصیت اسلامی زندگی |
| ۳۶ | ۳ — یہض و انتہات |
| ۴۳ | ۴ — علاقائی ہر بیان کی حرالت |
| ۶۶ | ۵ — اصلاحی کار ہائے نمایاں |
| ۹۶ | ۶ — میگر شاہ عبدالعزیز محمدث دہلوی؟ |
| ۱۱۵ | ۷ — تصانیف |
| ۱۳۰ | ۸ — سفرج اور مشہادت |
| ۱۵۳ | ۹ — کتابیات |

متعارف

متعارف کر کے مقبول تذکرہ ہیں اپ پائیں گے کہ حضرت خواجہ مسین الیک
اہمیری جنے ایک مقتول کے سراور دھر کو جوڑ دیا اور اتنا ساگر سے ایک پیارا بھروسہ
جس میں اس بڑی چیل کا نام پائی آگئی۔ حضرت یا باغخ حکمران چالیس روز تک کمزیں
ہیں اُٹھے ھکھ رہے۔ سید علاؤ الدین علی صابر کلیری آکے ہاں شیراںی دُم سے
چادر دیا کرتا تھا، حضرت پولی قلندر پرانی پتی چ بادہ سال نگاتار دردیا میں کھڑے
رہے بہاں تک کہ آپ کی پنڈیوں کا نام گوشت چھلیاں کھا گئیں اور پھر ہمیں
یقین دلاسے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ان یاتوں سے اسلام پھیل گیا۔ اس
”مقدس“ نسلت بیانی کو کرامات کے کھاتہ میں ڈال کر اس پر کئی صدیوں سے
خوش تقدیر اذہن کی پورش ہو رہی ہے۔ تذکرہ نگاروں کی اس خفتہ خدرو
کا نتیجہ یہ ہوا کہ صوفیا رکا مہنے تو سیع اسلام اور تذکرہ نفس کے بیے جو کارہائے
نیاں کیے تھے ان کی تفصیل سے دنیا خود م رد گئی۔ یقول معلمہ اقبال ۷
حقیقت خزانات میں کھو گئی یہ امت روایات میں کھو گئی
بادی بر بانہ حضرت شاہ محمد رمضان شیعہ ہمیں اس میں انقدر خاوفا دے
کے گل اسرائیل کے بوسات سو سات تہک ضلع رہتا ہیں تھیم رہا اور ان سات

میوات اور سوریہ ہزاروں
”حیثیت“ کافر اپ کے لائقہ پر مسلمان
ہم کے اور بلاد بالغہ کھوں تک فتوحہ
سے آپ کے ہاتھ پر توبہ المضوی کی“
فہاں سادہ ڈپی مغلفراجد نصل

صدیوں میں اس خاندان کے سو فیصد مرد پر ہے لکھے رہے ہیں۔ بیکا وہیں
کہ آپ سے متقلن اس تدریجی سواد ہو گیا ہے کہ ہمیں آپ کی سوانح فرمائیں
ہیں زبانی روایات کا سہارا نہیں لینا پڑا۔ اس بزرگ خاندان کے باریں
دہلی دربار ۱۹۱۶ء کی سرکاری رپورٹ کے صفحہ ۳۸۱ پر لکھا ہے:

«املاع حصار، رہنمک، کرنال اور گورنگ مال کے سلم راجپوتیں
حلقہ اسلام میں لائف اور ان کی اصلاح کرنے میں اس خاندان
نے نایاب کام کیا ہے۔

اس اقتیاں میں جس خدمت اسلام کا ذکر ہے اس کا زیادہ تر کہہ دیا
حضرت ہادی ہر بارہ ہجۃ کو جانتا ہے۔ آپ نے جو مظہم اشان مخصوص کام کیا اس سے بھی
ہٹوٹے کہا جاسکتا کہ اگر خداوس نیک بندے سے یہ کام نہ کرنا تو اس کا عالم
بھا کر کے ۱۸۰۲ء میں مسلمانوں کے ہاتھوں سے دہلی کی زمام حلوت چون باشکے
بعد علاقہ ہر بارہ کے جری اور بہادر سلم راجپوتیں کی اکتشافت شاید اپنی قدر مان
کفر گوٹ جاتی۔ آپ نے اس تدریج مخصوص کام کیا اور معاشرہ ہیں اسی ایک
خوشگوار اور دیر پا تیدیاں کیں کہ آپ کے چکماہ طرز تبلیغ کا مطالعہ ہوا
شخص کے یہے مفید ہو سکتا ہے جس کا شعار خدمت دین ہے۔

منظور الحسن مدینی
یکم ستمبر ۱۹۶۳ء

و کرتال

صلع کرنال

و پانچ پت

و بیدن

و گلگانه

و گوہار

و فن

و سونپت

و موڑ

و ہانی

و جسمی بریک

و نم

و پنک

و مژدی

و سانپا

و دوجار

و بیگر

و بیگل

و بھوانی

و کلاؤر

و کاہنر

علاقہ ہریانہ

ابتدائی زندگی اور حصول علم

ولادت : ۱۱۸۳ھ / ۱۷۶۹ء

شهادت : ۲۸ جادی الاول ۱۲۳۰ھ

جیتوں دی ۱۸۲۵ء مدرسہ

مرقد : قصبه احمد ضلع رہنک

ہادی ہر بیان حضرت شاہ محمد رضا شاہ شید کا نام تایپ کر تو دکا منظر ہے۔
آپ کی تسبیت آنحضرت کا منظر ہے۔

محمد اور رضا شاہ دو ولی میں

ہزار احادیکھ صد ترا سمیں

آپ ستمہ تولد ہوئے جواب یحواری پنجاب کے ضلع رہنک کا یک قصبہ
ہے اسیas وقت اپنے نام پر پرگنہ کا صدر قائم تھا۔ پرگنہ نگری ہند کی احسن

میں تکمیل کیا۔ یہ تعمید ہبی سے چونکہ اورہنگز سے میں میل کے فاصلہ پر
اس قدیم شاہراہ پر واقع ہے جو دری سے مر جنک ہوتی ہوئی ٹانگی اور حصار
کو جاتی ہے۔ ہم کو فقط یہ جنم کے عروجی تلقظت کے وطن پر پڑھا جائیجے۔

آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انتیسویں پشت سے
خاندان تھے۔ آپ کے اجداد سے زبردست الاولیاء حضرت قاسم

توام الدینؒ جعییری شمر ہنکی پہلے بزرگ تھے جو ساتویں صدی ہجری میں بزرگ
میں سکونت پذیر ہوئے۔ تاضی توام الدینؒ صورت کے دفعہ نہ تھے بلکہ
افتخار الدینؒ اور مولانا کبیر الدینؒ۔ مولانا کبیر الدینؒ اور ان کے جعلیجہ قافی
شمار الدین این سولانا افتخار الدینؒ کو سلطان جعزا الدین کی قبلتے، ۹۲۸
میں بعض خدمات پر ذکر کی تمہیجا۔ یہ پہلے دو سالان تھے جو اس قصہ میں اپنے

ہوئے ہی ازال بعد اس پر گفت کی خدمات خطابت، تولیت۔ یہ عمل، تقاضا
چشم میں تدبیریں کتیں سلطان عبدالرشید بن سلطان محمود بن سلطان محمد بن سلطان
کے عہد کا ہے۔ مگر تعمیر میم اس سلطان کی حدود حملت سے باہر ہتا۔ کیونکہ تم
اس قدیم شاہراہ پر واقع ہے جو ملکان کو دہلی سے طلاقی ہے لہذا ہکن ہے کہ
فہم کرتے ہے: دلائل زکۃ

۷
ذی ادر اصحاب تمام سلم عبدِ حکومت میں اس نثاران کے پاس رہیں ہیں
غائزان کے ایک بزرگ مفتی فضل اللہ عز و جلہ اور شاہزادہ جایزوں کے
دیبر تھے۔ ایک اور بزرگ مفتی عزیز اللہ شمسیہ رشادت: ۳۰ محرم ۱۱۰۹
۱۳ جولائی ۱۹۶۷ء) اور بزرگ زیب عالمگیر کے دیر غادر تھے۔ امام احمد
حضرت شاہ ولی اللہ عز و جلہ دہلویؒ کے پدید بندگار شاہ عبدالعزیزؒ کے درس
رجیبیہ سے پہلے مفتی عزیز اللہ عز و جلہ کا داد میں مدد عزیز یہ علم قرافی کی
اشاعت کا مرکز تھا۔ مفتی عزیز اللہ عز و جلہ کے فردہ نہ شاہ رزق اللہؒ الملقب بخانع
عالم خاں اور پوتے شاہ نجم اللہؒ الملقب بخانقاط عالم خاں شانی اور شاہ نجم اللہؒ
کے بھیجے شاہ سلام اللہؒ رہنما دی ہر پرہاد کے خرفاً خلائق مخلوق دہلی میں شہزادوں
اور شہزادیوں کی تعلیم پر مامور تھے۔

ان مناصب کے ملاوہ اس خانزادوں کی شہرت ان مٹ عکس کرام کی وجہ
لطفی نوٹ صنٹا، پسیر اللہؒ انتخیم هنڈا، المقصیۃ المشهد اوس حدادت
القتل الحکفار اطیب اللہ، شراهم حصل الفرع من المعارف
فی ایت العوالم فی من شہزادی الحجیہ اربعین اربعینات،
یعنی ذی الحجه، ۴۰۰ھ۔ ۲۰۰۴ء

انداز میں جو عملی سوجھہ بوجھ رجی بس گئی تھی اس نے علم و فضل و شیخیت کے ساتھ مل کر یہیک خوشگوار، حول بتا دیا تھا۔

بادی ہر پانچھ سترت شاہ محمد رضا عطاں شیخیت کے والد شاہ عبدالحکیم مجدد تھے۔ رخصۃ الرضا عطاں میں آپ کے اجتماعی حالات دنگی اور کلامات کا ذکر آیا ہے۔ دادا ولی کامل اور شیخ وقت حضرت شاہ عبدالحکیم میں (۱۹۰۹ء) ۱۶۲۴ء تھے۔ شاہ عبدالحکیم ہر ریاضی زبان کے ایجادی صفتیں میں سے تھے آپ کی تصانیف میں پر روم حافظ محمود شیرازی نے اور میشل کامکا ہنگن لکھا لائے ہو کی کی اشاعت فروری ۱۹۳۲ء میں سیرہ اعلیٰ تبصرہ کیا ہے۔ شاہ عبدالحکیم لاہور میں توکلہ ہوئے جہاں آپ کے والد شاہ لطف اللہ الملقب بخطہ محمد خاں سہ پڑا ری اور تائب عوییدا رہ تھے۔ محمد شاہ بادشاہ کے عمد میں پا لطف اللہ نے پیرنا صبیت ترک کی کے خڑی دلویشی اختیار کی۔ قبل ازیں شاہ لطف اللہ کے برادر بندگ حضرت شاہ کمال اللہ منصب پنجہزادی اور کتاب خانہ شاہی لاہور کی معاونت سے سعی ہو کر خڑی دلویشی اختیار کر لے چکے تھے۔ شاہ لطف اللہ سے اپر کا چاہیتیں سعیب یروالی پر فائز ہیں۔ نہ کوہہ بالا بنگل کے حالات ستمد کا بول میں منتشر ہالت میں اور روضۃ المیوان میں

سے کئی جنوں نے اس علاقے میں اشاعت دتو سیع اسلام کا ٹھوس کام کیا تھا۔ ان بزرگوں میں شاہ نصراللہ تدرس سرڑہ صاحب شتوی جنڈا، الجانین شاہ رزق اللہ، شاہ نجم اللہ، شاہ کمال اللہ، شاہ لطف اللہ، شاہ عبدالحکیم شاہ اوحد علوی بدر الدین اور شاہ غلام جلالی رہنگی کے اسلئے گرفتار ہمیں سے تابی ذکر ہیں جحضرت محمد عیین المعروف یہ شاہ خوبی اللہ الہ آبادی متعلق اور آپ کی تصنیف ملاک الاغفار میں شاہ رزق اللہ المقلب بساقط عالم خال مکے سلطنت تحریر فرمائے ہیں کہ "تفصیلت رای در ولیشی در در ولیشی رای با منعہ جمع کرنا اند" اس خاندان کے بزرگوں میں سے عین تے شیخوت و افاقت مغیداری جیسے بظاہر متقدا داروں کو بیکا کر دیا تھا۔ ایک عالم اور صوفی فاطم حکومت سے منسلک ہو کر نرسے فخریاتی علم اور ذاتی دار و دفاتر قلبی کی بحول بعیدیاں سے محل کو حقیقت پسند ہو جاتا ہے۔ فقیہ و صوفی کی گلکشہ بمامے سعادت اور ادب کا بجز دلایا نیک ہے۔ اس خاندان کی بیرونی صفتیں رہی ہے کہ اس کے پیش فتنی صوفی تھے اور تمام صوفی با شرع تھے۔ بعض انسانوں اس کے علاوہ ایک بھی خاندان میں ایک پرگنہ کی خدراست قضا، فتا، احتساب، خطابت، تولیت اور یہ عدلی مستقر پائیں صدری تکمیل رہئے ہیں سے اس کے

ستہ برس پھر شے تھے جس داقعہ کا ہم ذکر کرنے لگے ہیں اس وقت شاہ محمد رضا[ؒ]
پہنچ دالدین کی فاددا دلاد تھے۔ والد ماجد کی مالی حالت اچھی نہ تھی یعنی کسی
زریعی زمین کے لاکھ تھے جس کی دیکھ بھال نہ ہوتے کی وجہ سے کوئی امریکی
گذرا وفات زیادہ تر نہ راول پر تھی۔ شاہ محمد رضا[ؒ] کی والدہ اپنے مجددوب
شوہزادہ کس بچہ کو لے کر برسال دفتیرن ماہ کے لیے تصریح کا ہنورٹی جاتیں۔
یہ تصریح میں سے چند روپیں کے ناصدے پر ضلع رجستان ہے۔ اس میں سلم راجوت
ایا تھے۔ ان دونوں سلم راجوت ٹویاں یا تاکروٹ مار کیا کرتے تھے۔ جو کچھ واث
(تقبیث صلا) کے خلیفہ تھے۔ بالخصوص علاقہ نیویات اپنے قیعنی روحاںی سے ڈاپ
خواہ موندہ شریعت ضلع گوجرانوالہ کے شہر بریزگ حضرت راج شاہ اپنے مرید خلیفہ تھے۔
حضرت شاہ محمد سعیل حسین کو جگ آزادی ۱۸۵۷ء میں جھوٹی یعنی کی پاداش ہیں پانی
وی کوئی اپنے ساتھ آپ کے خاندان کے بارہ سو رو آ درہ حضرات کو اس چشم کی پاداش ہیں
تمثیل اور پر لٹکایا جن میں اپنے جبلیں اقدر فرزندانی ہیں مولیٰ سیف الرحمن شہید[ؒ]
۱۸۴۷ء۔ ۱۸۵۷ء۔ ۱۸۵۸ء۔ کبھی تھے۔ مولیٰ سیف الرحمن شیخ خان بہادر بریزادہ محمد حسین
امیر اسی اٹی اسی (۱۸۵۷ء۔ ۱۹۲۸ء) کے والد تھے پنجاب پر بریزادہ محمد حسین
کا بھروسہ پریزادہ انہی پریزادہ محمد حسین کے نام پر ہے۔

میں محلہ بھجا ہتھے ہیں ہم نے اپنی تائیفہ ماسٹر لاہور ایڈمیسیون اس خانلوادہ کے عمار
مشائخ اور منصب داروں کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔

اودی اہریاہ حضرت شاہ محمد رضا[ؒ] ایسی چار سال کے تھے کہ دریش
بچہن منش خانل دادا شاه عبدالحکیم کا انتقال ہو گیا۔ والد مجددوب تھے
چانپنی آپ کی تربیت کیا بار آپ کی والد ماجدہ پر پڑا۔ اس خاندان کا کمول تھا
پنکن کو ابتدائی تعلیم عالم طور پر خاتم دیا کرنے تھیں۔ شاید یہی وجہ ہے اس ماز
میں بھی اس خاندان کا ایک مرد گیلان پڑھتے تھا اور اسی فیصلہ سے زیادہ خاتم
کم از کم پڑھنا ضرور جانتی تھیں۔ عین خاتم اراضی کی خرید و فروخت اور تعمیر تک
کاغذات پر اپنی مہیں ثبت کرتیں اور یعنی اپنے وحظیت کیا کرتیں۔ آپ کی والدہ بیبا
جال بنت متوفیہ ۱۲۵۳ھ۔ ۱۸۳۰ء اور پڑھنے کی اور بڑھنے کی باتیں ایطہ فاتولہ تھیں۔
آپ نے ان سے قرآن شریعت اور فقہ کی ابتدائی تاریخیں پڑھیں۔

شیخ عبدالعزیز مجددوب کے دوسرے جبلیں اقصد فرزند حضرت
نندگی کامور شاہ محمد اسماعیل شہید[ؒ] حضرت ہادی بریانہ شہید[ؒ] سے
ہ شاہ محمد اسماعیل شہید[ؒ] (۱۸۴۷ء۔ ۱۸۵۸ء) اپنے عذر کے جبلیں اقصد عمار
شائخ میں سستے۔ حضرت شاہ غلام جبلانی[ؒ] مدفیعی الرہنگی (۱۸۵۰ء۔ ۱۸۶۰ء)
کا بھروسہ پریزادہ انہی پریزادہ محمد حسین کے نام پر ہے۔

باز نہیں۔ اس پے سہارا خاتون نے جواب دیا کہ بیان تو ہی ہے اگر جست
بے تو کہیں حلال روڑی جاتلاش کرو۔ آپ اسی وقت والدہ سے اجازت
کے لئے بیرونی کچھ کھانے پے ہوئی کے ارادہ سے چل پڑے۔

جہنی کے راستے میں موضع سا پند پڑتا ہے۔ دہاں اس خاندان کے ایک
عقیدت مندر نے پیرزادہ تجوید کا اپ کے لیے کھانا پکایا۔ اس نے میٹھے چاول
پکوانے اور ایک کورسے نشکے میں پانی لایا۔ آپ تو کسی کام نہیں لگ گیا ایک
کھانے نے ملکیتیں جنم دوال دیا۔ آپ نے تینی کو سوکی اطلاع دی تو اس نے کما
کوئی بات نہیں دہ بخار سے گھر کا پلا ہوا کیا ہے۔ آپ بھوک سے ٹھوک ہو
رہے تھے کہ کچھ کھانے پے بغیر اس گھر تھے چل پڑے اور وہی بھنگ کے سو

حصہ علیم ان دونوں آپ کے خاندان کے ایک بزرگ شاہ سالم ہمہ
صلی اللہ علیہ وسلم بعد میں حضرت شاہ محمد رضا خان کے خسر
ہوتے تھے مولیٰ میں شہزادیوں کی تعلیم پر ماورتھے۔ یہی دہینہ گزیں جو کا
حضرت شاہ عبدالقدوس دہلویؒ کے تربیت قرآن میں یاد ہے تھا۔ اس تربیت کی بنیان
اس وقت کی دہلی کی زیان سنتہ تعلفت اور ہر بانی زیان سے تربیت ہے۔ شاہ

ت روشنۃ الانوار سخنات ۳۵۰، ۳۶۰

کر لاتے اس کا دوسرا جھنڈہ شاہ عبدالعزیم جنزوں کی خدمت میں پیش کردیتے۔
شاندار مرضان پر جلدی مرسکے تھے۔ ایک روز کو صحن کا ہنودیں اپنے
ہم عروں کے ساتھ مکمل سے تھے۔ آپ نے ایک پھر اُنکا پیڈیکا کر دی تھی
اُپ سے سوتا ہوا دسری طرف چلا جائے تین دفعہ کو صحن کی تکمیر برپا نہیں
رہے۔ ایک تجھی نے کہا اگر میں پھینک دوں تو کیا انعام دو گے؟ آپ نے
ذمہ پاس تو کہ نہیں۔ الیتہ تھا اسے مرنسے کے لیے درکعت تماز نقل پڑھ
کر تھاری روح کو خوش دوں گا۔ وہ تجھی پھینک دھنیتکیں میں کامیاب ہو گیا اور جادہ
جادہ کے بعد بات آئی گئی ہوئی۔

لعناتے الٹی کچھ روز کے بعد وہ لڑکا نوت ہو گی۔ آپ نے وہہ پہا
کی مگر بات کو خواب میں دیکھا کہ روح مایفاٹے وہہ کا سلطانیہ کردا ہے یہ سب
ہو کر اس نے دو گانز پڑھا اور اس کا ثواب روح کو خوش دیا۔ مگر بات کو تم
سلطانیہ ہوتا۔ غرض کی دخایصال ثواب کیا اور ہر دفعہ رحم کو سلطانیہ کرتے ہو
آپ نے اس کے سبب پر خدکیا تو اس نتیجہ پر ہنچے کہ کتنے مالوں میں دھن
لوث کا مال آتا ہے۔ وہ مثرا حرام ہے اور یہی رذقِ حرام قبول دعائیں ہو
ہے۔ فالدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہم جو کچھ کا رہے ہیں

سلام افغان کامر قد حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کی خانقاہ کے احاطہ میں ہے
یہ خانقاہ دہلی کے شہر قبرت ان بہنہ یوں ہے۔ اپ کی درسات سے شاہ
محمد رضا خان حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ کے علظہ درس میں شامل ہو گئے اور
چودہ سال ہجۃ علم علیم خاہری اور یا علیم مستحبی را بھی ہوتے رہے۔ ہفتہ میں
دوسرا تیرنگل اور سیکنڈ کو حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ سے استفادہ کرتے رہے
اوہ ان سے سیستھنا کے والد امام امسٹ شاہ ونی اللہ عزیز دہلویؒ کی
لسمائیت توں اگلی اور کتاب نتیہ پڑھیں اور دو توں کی اجازت پائی۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے نامدان سے حضرت بلادی ہر یاں کے
لسمدان کے تعلقات پڑھے قیم تھے۔ امام امسٹ شاہ ولی اللہ کے جواہر
مشتمل شکس الدین کم و بیش اسی زمانہ میں ہر ٹکنگ میں جا کر بادھنے سے جب بلادی کا
کے جدا جذبہ الادی حضرت قاضی قوام الدینؒ اسی شہر میں سکونت پذیر
ہوئے تھے۔ تلمذ ہر ٹکنگ تھامی قوام الدینؒ اور ان کے خرقاً صاحی سلطان محمد
مرزا قشیخ نے تعمیر کرایا تھا۔ اس تکون کے بیک ہمنوبی بیوچ کے نیچے ہمی
قوام الدینؒ کی قبر ہے۔ ۱۸۵۲ء میں یہ سچ حکومت نے نہادم کر دیا۔
ہر ٹکنگ سے باہر ایک سڑکے بناؤں تھی جسے اب مود سارے کہتے ہیں۔ مال سے

اوپر کی پتیراں بھروسی رہی تھیں۔ جسیں عبدِ حکومت تک قلعہ خود ادا کر دیا
میں ۱۹۴۸ء میں دہلی ٹھکریاں یا فلم کہنے کہتے تھے۔

بادی ہر بارہ سنت شاہ جہاڑ رضال خسی پور

دہلی کی سیاسی حالت | سال ۱۱۹۷ء میں تا ۱۳۱۱ء ۱۹۴۸ء

دہلی میں قلعہ خاں کرنے رہے۔ سیاسی اعتبار سے یہ تجھہ سال پہلے ہی ازفاف
کے تھے۔ کہتو شاہ عالم شانی شاہ بہن شاہ بہن کہلاتے تھے مگر ان کی ملکہ بیوی
سکر کی دیوارے پہلی سے سنج بنک روک گئی تھی۔ اس علاقہ پر بھی اصل حکمران دہلی
عاصی جو طاقت کے بیل پوتے پر اپنے آپ کو ایرانی امر لے کے مصوب پر فائز کر لے
تھا۔ نواب بیسی اللہ لہ کے انتقال پر ۱۹۴۷ء میں کوئی بینی علی گذھ کا
جاگیروار از اسیاب ایرانی امرا رہا۔ اس کے بعد قابل بیوی در پور کا جاگیر وال
خوبیگی بہدانی، بیوی کامران اصفیع اور کی دوسرے جاگیر دار تھے۔ جلدی از
شفسی اپنی دیش دعائیوں میں کامیاب ہو گیا اور اس نے تین سال بعد زیارت
کی جگئے تھے۔ از اسیاب کب خاموش بیٹھنے والا تھا۔ وہ جلدی مذاہب
کوئی تو کروں اور بار ایرانی امرا رہا۔ مگر اپنے عمالتوں سے سخت خلافت قا۔
اس نے اپنی اولاد کے دہلی ہند کے مریٹ سردار مادھور ادیسندھیا کو کہا

آقابِ ندک رفت و شاید یو دیم
بر در شام زوال آد سیا کاری ما
چشم باکنہ شد از دستِ فلک بیتر شد
تاتا نہیں کہ بد غیر جسانداری ما
مادھوری سین صیاف زند جگیت من است
ہست اصروفت تلاشی سستہ کاری ما

بی بھی ایسے واقعات پیش آئے مسلمانوں کے دلوں میں دنیوی جادو جلالی
کی پیشی شایانی نقش ہوتی گئی اور سرم درود خالقی کو فوج ہوا۔ شاہ محمد رضا
میں کاظمی کا پیشی قابل انسانیہ کی طرح دوسروں سے مختلف تھا۔ اس
انقلاب سے آپ اس نقشبند پر پہنچے کہ دربار شاہی اور طبقہ امراء سے ایسا دین
کی قومیت ہے۔ انہوں نے اس وقت کے شہری تدوین کو روشن اسلام
سے قادری پایا اور اس کے مردہ جسم میں روح حیات پھونکنے کو انتہا اور
پہنچنے قابل انسانیہ پر چھوڑ کر اپنی زندگی دیتا ہیں کہر مل میں انقلاب
برپا کرنے کے لیے وقت کر دیا۔

مزید استفادہ | دہلی سے سندھ فراغت لے کر شاہ محمد رضا خان ان احتجاجیں
مال کی تحریک اپنے دہلی مہم پلے گئے اور اپنی تحریک
کا آغاز کیا۔ ساتھ ساتھ مظاہر جاری رہا اور علماء مشارک وقت سے ہر یہ استفاذہ
بھی کرتے رہے۔ زندگی کے مختلف صورتوں میں آپ نے بن سترات سے
نبیض پایا ان میں حضرت شاہ عبدالعزیز محیث دہلوی اور ان کے بھائی شاہ
عبد القادر کے علاوہ ماسات تمام قابل ذکر ہیں:
۱۔ سید محمد عبد العظیم گیلانی لاہوری شہزادی پیش کیا ہے؟ حضرت بادی ہریانہ کے

آصف الدولہ و انگریز گرد سوار کن انفر
چے عجب گرچہ نایستہ مدھکاری ما
یا لآخر مرتبے آئے۔ غلام قادر و دہلی نے راه فرار اختیار کی مگر جلد ہی
گرفتار کریا گی اور ۲۳ مارچ ۱۸۷۹ء کو مردہ میں کے ہاتھوں اس طرح مکر بولی
ہوا کہ اس کا ایک مخفیہ کاٹ کر اسے تپتا چھوڑ دیا جاتا اور کچھ درجہ
دور افتدہ کاٹ کر قصل میں دیکھتے ہیں ۵۰
یہ روح فرما و بخیرت تاکہ واقعات اس زمانے میں خلود پذیر ہوئے
جس بڑاں سال شاہ محمد رضا خان دہلی میں تعمیر پاہے تھے۔ باہم اس طرز ان کا اثر
آپ کی ذات پر بھی ڈال کر نکھلے اب شاہ سلام اور مدد صدیقی الہمی آپ کے خسر
بن چکے تھے اور ان کا براہ راست قلعہ محلی سے تعلق تھا۔ تاریخ اسلام میں
۵۰ ان دنیا راش واقعات کی تفضیل انگریزی میں پرسیروں پیغمبر کی کتابت کوئی
لائٹ آن دی مخلص اور اور دہلی مراحلی رضاخوردی مراد آبادی کی کتاب
”تاریخ عربت افزار“ میں ملاحظہ ہوں۔ ثانی الاز کتاب روز نامچ کی شکل میں
ہے جو رتب نے شاہ عالم شانی کے ولی محمد رضا خان اور شاہ کے صاحب و ولی
خیر اور بیان خال گپا سری کی تحریکوں سے مرتب کیا۔

ہمیں دبایا اور قادریہ میں بعیت کی۔ سید صاحب موصوف نے اپنی
تصنیف مصیات اس لکھن کا ایک قلمی نسخہ حضرت مادری ہر یادگار کو دیا تھا
جو ہمارے پاس محفوظ ہے۔ داشت رہے کہ حضرت شاہ محمد صنان کے والد
کوئی سببی شاہ عبدالظیم تھا اور آپ کے ایک نلیٹہ شیخ مسند عظیم الدین
صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

۴۔ شاہ غلام جیلانی صدیقی الرحمٰنیؒ (۱۸۲۰ - ۱۸۵۰) : سلفت شاہ
عبداللہ بن سنت اتفاقیؒ کے یہ نصیحت اکبر زید و اتنا ہے سمعن وقت تھے۔
آپ ایک کثیر المصالحت بزرگ تھے۔ آپ کی ایک تسبیحت ہو پاتیا ہی سوک
سے تعلق مر جوم ماناظد مجدد شیرانی اور مثیل کام ج میگزین لاہور کی فرمک ۱۹۳۲ء
کی اشاعت میں لکھتے ہیں :

”یہ پوپا یا شیش ہر طرفی زبان میں بھی بھی ہیں اور ان کی رو سے
ان پر نظر دلتے مجست میلانا سہ کہا یا سکتے بکہ وہ ایک بخششی
شاعری کی ساہل ہیں۔ ہندوستان میں ہندو گوشنہ کے میتھے
ہیں ایسے پاکیزہ نیالات دشمنیں جذبات کے تر جان یہ است
کھڑا ہوئے ہیں۔ کہیا در بیٹھے شاہ کے ساتھ ان کا قائم ہیں یا

اویں سوانح نگار شیخ محمد عظیم الدین صدیقی احمدی نے اپنی تصنیف نہیں لکھنے
لیں اپ کا نام تیجہ محمد عظیم لکھا ہے بلکہ بعد کے سوانح نگاروں نے اور شجر بدر
لیتھت میں ہر چگہ تیجہ محمد عظیم لکھا ہے چنانچہ۔ دند افریقہ و انہو نقبیں الہوا
تین عہد اعظم کہا ہے۔ سید محمد عبدالعظیم جیلانی کی ولادات لاہور میں ہوئی جو اور
کوئی بخدا کر آپ نے پانی پت کے محلہ انصاریاں میں اقامت افتخار کی اور
وہیں ۱۸۲۵ء میں اتفاق ہوا۔ سلفت قادریہ میں سید محمد عبدالعظیم
جیلانی کے پیر علیقت سید عینۃ اللہ قادری رسلکنہ تیجی کی اڑ علاحدہ ماروانی
متوفی ۱۸۸۸ء میں، ان کے پیر و مرشد شاہ مہما للطیب ان کے
شیخ بدھا، ان کے شیخ نوح قادری، ان کے شیخ الہداد، ان کے شیخ
حسین اخادر ثالث، ان کے سید محمد نوشت، ان کے شیخ زین العابدین، ان کے
سید عبدالغادر ثانی، ان کے بیگن الدین، ان کے خلجم شاہیر، ان کے شیخ
یوسفی، ان کے سید مسعود، ان کے سید صوفی، ان کے سید ابو نصر و ان کے
سید سعید الدین عبدالعزیز اور ان کے پیر و مرشد اور دادا حضرت میڈ قدر
جیلانی قدس سرہ العزیز تھے۔

حضرت مادری ہر یاد، اسے سید محمد عبدالعظیم جیلانی پانی پت میں سے طرف

اجازت و خلافت پائی۔

- ۶۔ حضرت شاہنشہ خاں دہلویؒ: آپ سے طریقہ الحمد و نعوذ کی تسلیم پائی
 - ۷۔ میر فتح علی شاہ دہلویؒ۔
-

بلاسکتا ہے (س ۲۲)

حضرت بادی سریانیؒ نے آپ سے منتسب الامال خلافۃ الانعام
جو اپر دواہر اسلامی سالاری، جو اپنے نفسیہ اور لعلہ لفت، اسلوک و فنید
کی اجازت پائی تیر مسلم تقدیر یہ پشتیہ ملائیں اور سہر دردیں میں
بیت سے سرحت ہوئے مگر باقاعدہ خلینہ نہ تھے۔ شام غلام جمیلیؒ کے
نام شاہزادہ رمضان حکایت ناری مکتوب شرح چ پائیاں اسلوک رشائیں:
حافظ از ر علی رہبی، بیش قلی چنان ہے۔

۳۔ حیکم غلام حسین عوف حکیم سکھو اگر ہوئی؟: آجھکل گوہا نہ صفحہ رہنک
کی تقبلی ہے۔ آپ نے حکیم گوہا ہوئی؟ سے طریقہ صاحبیہ کی خلافت اور
منب اپنگی اجازت پائی۔

۴۔ سید غلام طب الدین فرج آبادیؒ: تلندری سندھ کے بزرگ
تھے۔ آپ سے تلندریہ قادر یہ سلسلہ کی اجازت پائی۔ مستوفی حدود اور جد
سے حضرت بادی سریانیؒ کی ڈھونپی آپ ہی کی توجہ سے ہوئی۔

۵۔ شاہزادت اللہؒ: راجستان میں علاقہ ماروٹہ کے قصبه
بھروسہ اسلام کے رہنے والے تھے۔ آپ سے ابوالعلاء سیہ سلسلہ کی

آپ کا قدیماں تھا۔ بازٹوں کے اعتبار سے سادت تھے لیکن بازو
اتئے طویل تھے کہ انگلیاں قریب قریب گھنٹوں کو چھوکتی تھیں جس سب بھروسائی
تھا۔ رنگ گندمی۔ پیشانی پنڈتی، ہابہ و کشادہ، اسیتہ فراخ اور ریتی مقلع تھی
اس کتاب کے شروع میں ہم نے حضرت ہادی ہر باندھ کی شیبیدہ مبارکہ علیک
دیا ہے۔ پیرزادہ ابراہیم حنفی ر ۱۸۹۱ء ۱۹۶۰ء اسی شاندار سے تھے اور
شاہ محمد رمضانؒ کے نواسے کے نواسے اور آپ کے برادر حضرت شاہ
محمد اسماعیل شمید بھیج کے پوتے کے پوتے تھے۔ انھوں نے ایک موقع پر رقم
سے فرایا کہ دہلی میں صورت دل کا ایک قدمی خالماں تھا اس کے ایک فرد نے
اپنے بھتھ سے حضرت شاہ عبدالعزیز قویث دہلویؒ اور ہادی ہر باندھ شاہ محمد ولد
کی جملہ حدائق پر بنایا۔ جس پر دہلی میں گیرے گاچلن ہوتا تو اس صورت کی
ولادتیں سے ایک شخص محمد شفیع نے شاہ محمد رمضانؒ کی اس دستی تصویر کا دُ
لیا۔ اس فوٹو کی دو کاپیاں ان محمد شفیع ذوقِ افراد بھی سے پیرزادہ مر جنم نے
۱۹۱۳ء میں خالی کیں۔ پیرزادہ صاحب مر جنم کا ناز کے ایک ایک پرنسے
کو سنبھال کر کھتے اور اسے ہدا نہ لگنے دیتے تھے۔ ان کے انتقال پر
شاہ محمد رمضانؒ کی شیبیدہ مبارکہ کے دنوں فوٹو پیرزادہ صاحب اس باب میں

۲ شخصیت اور سنجی زندگی

ہادی ہر باندھ حضرت شاہ محمد رمضان شیبیدہ کی تحریک کی جا میا ہی میں
آپ کے خاندان کی پانچ سو سالہ دینی خدمات اور شاہی اعزازات میں صب
ضرور نامموجے ہوں گے۔ آپ کا خاندان نعم اور رہنمک میں اپنے پنٹے
ہوئے قلعوں میں رہتا تھا۔ ان قلعوں کا آئین اکبری میں بھی ذکر ہے ص ۲۹۲
۳۔ ۲۲ ج ۲ جہریت ایک بانی آبادی سے بست باندھ کی پہ داقع ہیں۔ ان کی تفصیل
بنگل آزادی ۱۸۵۷ء کے بعد حکومت نے ہرزوی طور پر منہدم کیا اسی تھیں
قلعہ نعم بند میں محلہ تھنات اور بیڑا نوی نہاد میں محلہ پیرزادہ کان کے نام سے
معروض ہوا۔ قلعہ رہنمک کو اب بنا کل قلعہ کہا جاتا ہے۔ لوگوں کو معلوم تھا کہ
اس خاندان کے دست حق پرست پر ان میں سے بیشتر کے احیاد حلقہ بگوش
اسلام ہوئے تھے۔

بیان فرائستہ، اختتام و عظیم پر آکٹھروں نے دریافت کیا کہ کیا اسے بھی سلماں میں
کرنی ایسا ہے جو صحابہ کے مشاہدہ ہو۔ اپنے نے فرمایا کہ یاں ہے۔ انہوں نے
شوک نیبارت کا اظہار کیا۔ تاریخ سفر ہو گئی۔ ہم سے شاہ محمد صفائی کو
کوچک کر کر اندھہ بھایا مگر انہیں کچھ نہ تباہی۔ اس روز درست میں ایک جنم خیز موجود
تھا۔ آگلے روز بھی آتے تھے۔ حضرت محمدت دہلوی[ؒ] شاہ محمد صفائی کا باعث تھے
بابر نہیں اور فرمایا: "میں اپنا عددہ پورا کرتا ہوں۔ شش اصحاب کرام یہ ہیں۔
میاں محمد، صفائی صدقی احمدی ہیں۔ مجھ میں کسی نے پوچھا کہ میں اصحاب
کرام درست یاد رکھوت ہیں؟ اپنے نے فرمایا: "ہم درصورت وہم درست
اس وقت حضرت بادی ہر یا نہ پر وقت طاری ہو گئی اور وقت ہوتے
فرمایا کہ باعثی کا یو جو جگہ گھوڑے پر دکھا جائے ہے۔"

خوش بختی سے اپنے زندگی کے بیعنی واقعات ایک مغلی کتاب
"حالات خواتین" میں مل جاتے ہیں۔ یہ کتاب اب سے نصف صدی پہلے
آپ کے چھتیجے اور دنتر کی پوتی قنبرہ عالیہ نیکم رحومہ دوالہ پیرزادہ
ابنائیم حسین رحمہ اُنہے بھی تھی۔ اگر یہ شائع ہو جائے تو سو اگلے ادب میں

سے بہاہ ہوتے۔ ان میں سے ہر ایک کے نیچے لکھا ہوا ہے "شبیہہ بارک
میاں رضوان شاہ بھی" اور پشت پر تصویری کش کے دستخط ہیں: "خاکسار جمیلہ شفیع
نوئیگا فردی اُن میں سے ایک کا لکھ ہم نے اس کتاب کے ترویج میں لیا ہے
کیونکہ اس کی اشاعت سے اب کسی فتنہ یا شرک کا اندھہ نہیں ہوتا ہم نے اس
کی اشاعت کو گرا کیا۔"

حضرت شاہ غلام جیلانی صدیقی الرہنی فرمایا کرتے تھے کہ "ہزاروں کوں
کا سفر کی، اچھی سے اچھی تخلیق اپنی نظر سے گذری گار آپ کی ظاہری صورت
کا بھی کرنی انسان نہ دیکھا۔ باطنی اوصاف تو کچھ سفرخج کے بیے تشریف
گئے۔ آپ کے رفقاء میں سے جزو اپس آتے۔ بیان کرتے تھے کہ آپ کی
دیانت و شہادت کو یکھ کی بعض سرگوشیاں کر رہے تھے کہ ہندستان کا
پادشاہ ہے۔ یہ درد لیشیں کے لباس میں آیا ہوا ہے لیکہ

ایک مرتبہ بیدی ڈنٹ دیتی سر آگلہ روپی اور مرشد میم فریزہ کو مفت شد
عبدالعزیز حضرت دہلوی کا وعظ میں کا شوق ہوا۔ شاہ صاحب بوصوت نے
اپنے وعظ میں خلافتے راشدین اور دیگر صحابہ کرام کے دفعائیں اور مذاقب
۔۔۔ رفتہ ارشادیں صفائی میں ۶۱ ص ۴۰

ایک قادر اضافہ ہو گا۔ عام گھر بیلے پاتیں اس طریق پر لکھی ہیں کہ آنکھوں کے
سامنے چلا پھر تانقشہ آ جاتا ہے۔ اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس
میں تقریباً ڈیڑھ صدی کی خواتین کا حال لکھا ہے اور اس زبان میں لکھا ہے
جو اس عرصہ میں گھروں میں بولی جاتی رہی۔ اپنی دادی سینی حضرت بادی ہند
کی دفتری یعنی خوشیہ (۱۸۹۷-۱۸۹۸) کی زبان میں لکھا ہے۔ وہیں
ہماری ہیں :

”میری ماں رزوہ شاہ محمد رضا (۷) ایک پاؤ سوت روپ کاتا
کرتیں۔ سوت کات کر پارخانہ میونا میں جس کا پنجابیہ مہنا اور
بھوٹ سوت کی انجیخ پختیں اور اس کا دوچھا اور حصہ بیس
باداںی رحیت بادی ہر پانچ دن، مکر گئے سختے برس ماتے
 تو میری ماں کو دلائی رہا اللہ شاہ محمد رمضان (۸) تے بلایا۔ میں
بھی رہنی ستے۔ جہاں شاہ محمد رمضان کے خریعت شاہ
سلام، اللہ تعالیٰ میں فخر اور یوں کی تعلیم پر مادرست، ہم
ما آنکی اپنی ماں کے ساتھ۔ محاسے فخر تو پسے کی بعد پیکی چا
سے کھانی۔ شام کو دلیا ملا تو میں اپنی بن سے یوں پڑھنے لگی۔
بچوں کیا ہے۔ اوس نے کہا یہ دیا ہے۔ میں نے کہا یہی نہیں
کھاتی اور انگلی روٹے پہنچنے کر میں تو گوشت کھا دیں گی۔ میری
دادی رہا دی ہر پانچ کی والدہ متوفیہ ۱۸۳۱ء کھنگی چھوڑی
سی کہے میری ماں تو بولی نہیں۔ میری دادی نے کہا پڑی سجنے
اگر یہ تو گوشت روٹی مانگے ہے۔ میری دادی نے کہا پڑی سجنے
دے موٹی کو۔ چٹوری بین گئی مانکے رہ کے۔ اتنے ماہرے
بادا جی (حضرت بادی ہر پانچ ۷) باہر سے آئے اور پڑھنے لگے
یہ کیوں زہین پر پڑی رہ رہی ہے؟ میری بن نے کہا بادا جی ہم
نے اسے بہت ہی کہا یہ نہیں مانتی۔ کھوئے ہے میں تو گوشت
کھاؤ گی۔ جب بادا جی نے کہا ”آبن بی تجھے کیمی اور گرڈ دلوادوں۔
چلن اماں جی کے پاس۔ مجھے اٹھا کے لے گئے اور دادی سے
کہا اماں جی یہ تمہاری بیٹی تو دیسی نہیں کھاتی اسے گھی اور گڑ
دے دو....“ دادی نے کہا ”موٹی کے آگ ڈال۔ یہ تو بیٹیاں بگڑ
جاگی، بادا جی نے کہا ”اماں جی ایک دو دن میں الہ کی عادت
سنور جاگی۔ پھر جو تم دو گی دہی کھا دے گی؟.....“

سو جنڈ سے اور بہت سے پرتن دیئے سارے شہر کی دعوت
ہوئی۔ جہاں اب خانقاہ ہے دہاں وہ بیس پیٹھیں اور چالیس
سکھیاں کیشیں۔ پلاٹو کی روئی ہوتی۔ ایک محلہ ہر دو زماں کر کھاتا۔ اپنا
خدا بھی ہر محلہ کے ساتھ کھاتا۔“ (خدمات اد، ۲۳)

اب ایں، نوبس کی ہوتی قرباداگی نے دوسرے کے حج
کی طیاری کی تعدادی نے کہا۔ بیٹا میں کدمی اجازت نہ دوں گی،
بیٹی کا بیاہ کہو سے تو جانے دوں گی، بارا جی نے کہا، اچھا اناس
بھی جو تم حکم کرو میں وہی کروں گا؛ دہ گیارہ جیتنے باہر رہتے۔
روز روں ماگھر آتے۔ اب کے آئے تعدادی سے پوچھا، اماں
بھی خدیجہ کی سکانی کہاں کرو گی ؟ کہتے ہیں: سکانی کو کیا یا سر جلوں
کی۔ گھر ماچھو کراہے۔ تیرے بھائی کا بیٹا رشاہ عبدالغفارین
شاہ محمد اسماعیل شہید حرم؟ اس سے کروں گی، پوچھا کیا بھائی
نے کہا ہے یا تم آپ کرو گی؟ جواب دیا بیٹا میرے جیتنے بھی
کون نزاولاد کا ہے اور کون تیرا بھائی۔ ایں آپ کرو گی۔
ہب میری بردی داں کا ذکر ہوا تو میرے بادا جی رشاہ
محمد رمضان نے کہا۔ ایں تو یہ داں دوں گا؛ ایک پڑھا
کاٹ کا، پھر انہیں بکری کے پھرے کا جس کے اندھے محجر کے
پتھے ہوں گے، بلدیا، مساک، جو نتے، ستر پیوند کی چادر،
دادی نے پستے اور بُوقی کا داں نکالا۔ تین سو کا زیور

بعض اتفاقات

اپ کے اکتوبر خوب سال فروردین کی وفات کی خبر سنائی۔ سُن کر آبید یہ بوجگے
اور فرمایا الحمد للہ آنحضرت کی یہاں بھی پیروی ہو گئی اور پھر وعظیں صاف
ہو گئے۔

۱- ایک مرتبہ ایک بزرگ نے شاہ محمد احراق دہلویؒ کی خدمت میں حاضر
ہوا۔ ایک مرتبہ ایک بزرگ نے شاہ محمد احراق دہلویؒ کی خدمت میں حاضر
ہوا۔ ایک شاہ محمد رضا خانؒ کا پسند دریافت کیا اور کہا کہ وہ یا نہیں ایک بزرگ کو
حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صور میں پہنچا بلتنے دیجنا میری الخواہ حضرت
نے ارشاد فرمایا کہ یہ محمد رضا خان ہیں۔ شاہ محمد احراق نے فرمایا کہ وہ شہنشاہ ہو چکے
ہیں گرماں کاران افشا فرستہ کرتے پھر وہ۔

۲- بارہ و نو نو کے موقع پر درگاہ قازم شریف دری مصروف تشریف لے
جاتے۔ ایک مرتبہ دہاں جاتے جاتے سوارمی کو لوٹا دیا۔ سونے اتفاق اسی
دری میں کڑ پڑ ہو گئی اور اٹھا رہ آدمی مر گئے۔

- ۱- اپ کے خلیفہ شیخ عقیم الدین کو اپ کی سوانح حیات لکھنے کا خیال پڑا
ہوا۔ قلم ددات لے کر اپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اپ نے فرمایا "حالت
کے نور باؤں کے خاتماں کا ایک تنازعہ کافی سلسلہ فرمایا۔ قوم کے چودھروں نے
ماگنا بیان است" ایسے حالات زندگی میں کتنا ہوں کے علاوہ ادا کچھ نہیں،
ہر سلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ فرمادیوں نے آکی بیجا کی تو اپ کے منہ سے
۲- ایک دن دری میں بھی کثیر میں سرگرم و غذا شمعت تھے۔ ایک نامدعا ۵۰-۶۰ کھلگی کہ ہم نے تو شریعت کے علاوہ فیصلہ کر دیا جوہ ملنے کنوں ہی رہے۔

میں دیکھا کہ ایک ہندو جاث درد سے تڑپ رہا ہے۔ آپ نے اس سے دیافت فرمایا کہ کیا ہے۔ اس نے کہا ”تو رام تو ہے نہیں جو پوچھ کر مجھے اچھا کر دے گا۔ پھر تباکے کیا کروں آپ نے کاروی سے اُتر کر دیکھا تو اسے نارو سے کام رضختا۔ آپ نے کلام ربانی پر حصہ کر دم کیا۔ اسی وقت دند جانوار بنا۔ جاث دعا گئیں دیتا ہوا گاؤں کی طرف چلا گیا۔ بلند آواز میں کتا جاتا تھا کہ جسے رام دیکھنا ہو دیکھ لے یہ جارہا ہے۔ گاؤں کے چھٹے بجے اس رام کے درش کو محل آئے اور آپ کی بھی کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ بیرونی طاقت رام میں ہے نہ مجھ میں۔ فقط المفترع لے کا فضل ہے۔

۸۔ دہلی کا انگریز رینڈی موٹھ ولیم فرینز رہن و ستائیوں سے بہت سیل جوں لکھتا تھا۔ یہ می خپس ہے جس کے قتل (۱۸۳۵ء) میں اعانت کے جرم میں مرزا داش دہلوی کے والد نواب شمس الدین خاں والی فیروز پور جھکر کر کچھ نہیں دی گئی تھی۔ عوام اسے فریدون اور فریدن کہا کرتے تھے۔ اس انگریز حاکم نے جوان دنوں نائب رینڈی ڈنٹھ تھا صنعت رنجک کے مومن ملکانہ کی ایک قبول صورت ہندو جائیں کو اخواک کے اپنے گھر میں ڈال لیا تھا۔ اس اخواک سے مغل اور ہندو ہیں بے صینی پھیل گئی تھی۔ فریدن نے حضرت

خدا کی تقدت چند روز پہلے وہ چودھری کمیس جارہا تھا۔ راستے میں تانی تھی ہوئی ہوئی تھی۔ وہ بچ کر دوسرا طرف ہوا۔ دہلی کموزاں تھا۔ اس میں گر کر مر گیا۔

۹۔ ایک روز آپ بھی میں سوار ہو کر تلہوہ دہلی میں مشیافت کے لیے ج رہے تھے۔ داخلہ کا انتظام لاہورہ دوڑا سے سے تھا۔ ابھی چاندنی چوک (دہلی) کا ایک گٹھا بانداں میں پہنچنے تھے کہ ایک کمبل پیش دہلویز نے بھی بھاڑکہ دیا۔ آپ نے کاروی بان کو ٹھہری کا حکم دیا۔ دہلویں موصوف غیرہ دہلی کا نگاہ ملک کرنے پری کی طرف چل دیئے۔ ذہاب سے کچھ نہ کہا تھا کہ قریب پہنچ کر آپ نے کاروی بان سے فرمایا کہ دہلی در دارے سے اندر چلو۔ یہ دہلی در دارے پر پہنچے تو شاہی کار ندیل نے معذرت کی کہ آپ کو تکلیف ہوئی ہوگی۔ اطلاع تو لاہور در دارے کی دی گئی تھی مگر اس در دارے سے با دشاد سلامت سے ملاقات کے لیے رینڈی ڈنٹ آپ نے ہیں اپنے اس در دارے سے عالم اور درفت بند کر دی گئی تھا۔ آپ نے زندہ ہم اور ہرگے ہمی نہیں۔

۱۰۔ ایک روز دو چاند سے مرضع کا ہنوز تحریک لے جا رہے تھے داش

شاد محمد رضاخان کی خدمت میں پنچاہ بھیجا کر اپنے مریدوں کو مدد امنی سے بدل زخمیں
اپنے اس عاملہ میں پڑنے سے انکار کر دیا اور فرمایا جائیں اور پہنچا پڑیں
اس پر ناراض ہو کر فریزیر نے حضرت مادی ہریا نہ کے والدکی ڈد جاگ کی ضبط کر
لی جو بھین سروجن اور اس کے توابعات مالکا در سارہنگ پر ٹھنڈی۔ لفظ بھین
پنجابی لفظ دھوک کا بھتی ہے۔ یہ بھینیاں نہم سے چار پانچ میل کے بعد
پہنچیں اور فوایب دوچارہ معداً اللہم خاں نے ۱۸۰۴ء میں شاد عبد العظیم خدا
کو بطور مقرر پیش کی تھیں۔

ذیلم فریزیر نے جس بندو جائی کو اخوا کیا تھا، اس کا نام سراؤں تھا۔
ہر یا نی زیان میں سروں کا گیت اب تک مقیول ہے۔ ہمارے پاس اس
گیت کا وہ قلمی نسخہ ہے جسے مردم حافظ محمد شیرازی نے اور مشیل کا
میگریں لاہور کی اشاعت فروردی ۱۹۳۲ء میں نقل کیا۔

سراؤں کا گیت

وھر لکھتے ہے چلا فریزین، پا پخوں پیر مناتے پا پخوں پیر مناتے
پنچ ستام دلی میں کر کے چھٹا لکھا نے گاؤں رب جنے چھٹا لکھا نے گاؤں

وھر لے کنوں پر تھیو تانا، سروں میتی تاہ رب جنت سروں میتی تاہ
لگی لگی چڑا سی پھر گئے۔ گھر گھر تھانیدار ترا مرد تا نے دار
کے زین گام سٹے گئے سارا گام ترا مردوس را گام
جو کوئی سروں بھال لگا فے۔ ہاتھی دول انعام رب جلتے ہاتھی دول انعام

کسی بیری نے بھال لگائی، نتوں کھیت کیتے رب جانے سروں
سر پر چھڑا باختماہ درانی۔ یا ہر دکاٹ جلتے ترا مرد لو با جرد
با جرد کاٹھی سروں پکڑی، درانی دھوننگے ماہ ترا مرد
سروں ردو گال سٹے ہیں بھس ملے تھانیدار ترا مرد یو تھانیدار

ہاتھاہ سیلو، سیلو ہیں لکھی، سیں گندھاون جائے رب جانے
ایسا تو ہر را گندھاٹی کے سانپ دریے کلتے ترا مرد
لیاں کے گھر سروں میتی، با ہر پکڑے تھانیدار
سروں ردو گال سٹے ہیں بھس ملے تھانیدار

، دلائل اگوندے مانی کے ۔ شاذ الیوریا ترا مریع
مانا ہے قول رسے مانی کے، پھر کیا ہوتا یا
بھائی بھیاں سب توں گئے، امی چند ملتا ناد
گام گنکا نے سوپریسی، امی چند اوتا جا ترا مریع

۲

ہر یاہ کی حالت

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بڑے عالم شہروں کو اپنا مرکز بناتے ہیں۔
یہاں خیال کی اشاعت کے زیادہ موقعے ہوتے ہیں۔ ان کے بیہے اچھے گوار
دیباً یوں کی سطح پر آ کر اشاعت دینا گرانا اتنا آسان نہیں جو تاریخیں کے
ابتدائی مخاطب بھی ذی شعور لوگ ہوتے ہیں اور پھر ان کے ذریعہ عوام
ہیں نہ بکپیں جاتی ہے۔ ہادی ہر یاہ حضرت شاہ محمد رمضان شہید
نے بھی شہروں کو نظر انداز نہیں کیا۔ چنانچہ فائز جماعت اکثر دبی میں ادا کرتے
اور دبایاں وغیرہ میں کرتے۔ کنال، حصار، لہٹک گول کاؤں، منیری اتر پوری
(یوپی) اور راجستان کے اکثر شہروں میں اکب کی محفل و خطابوں میں مقصود ہوتی رہی
تھیں۔ تاہم اپ کی زیادہ توجہ ہر یاہ، سورا ور میوات کے دیبات کی طرف تھی۔
ضع حصار کے اکثر حصے، ضلع رہنگ سے صفت حصے اور دادری اور

وھری کا بیٹھا چھوڑے ری تکڑا، مونڈھے کا بیٹھا لے
اوڑھنی کا اوڑھنا چھوڑ دی ری سردن، ٹوپی کا پہن لے
گھر، آنکی پہننا چھوڑے ری تکڑا: ساتے کا پہن نالے
پکا بیٹھا چھوڑے دی سردن، گھانا بھانا نالے
سرم لاج کو چھوڑ دے ری سردن، ہنقدر ملاتا سیکھ

وچانہ کے بین حصوں پر شل سلطنت کو بریانہ کئے ہیں۔^{۲۵}

خلیج رہنگ ہصار اور ان سے ملکہ دوسروں سے اسلام کے بین حصوں کو جانشیز حضرت یادی ہربانہ کی تحریک نیادہ بوڑھاتا ہے ہومی ہم آج کے صفات بیان کرنے کے لیے ہربانہ سے موسوم کریں گے۔ ہربانہ میں کسی زمانہ میں بیان کل آیادی کامیں فیصلہ سے نیادہ نہیں ہوئے پسند دیبات میں سلطان اکثریت میں تھے باقی ہرگاؤں میں دودھار چارچار سلم ٹھرانے تھے۔ اس علاقوں میں بیوچ بیخان اور عربی اسلی نوں کی تحریکی تعداد تھی۔ باقی سمازوں کے آباد حضرت یادی ہربانہ کے احیدا دادر دوسروں سے پر رگان بن کی سائی سے سلطان ہوئے تھے۔ اسلام قبل کرنے والوں میں راجپوتیں کی تعداد نیادہ تھی۔

یادی ہربانہ کی اسلامی تحریک کا آغاز ۱۶۹۶ء میں ہوا۔ یہ تحریک اپنیں سال تک اپنے باقی کی رہنمائی میں طی رہی۔ اس عرصہ کا بیٹھ جھٹہ اور اس سے پہلے کچھ سال کو ہربانہ کا در بہاسنی کرنا مناسب ہے۔

^{۲۵} اپنی پہلی کرنے تلوں ۱۳ ص ۵۔ اد۔ اپنی پہلی کرنے تلوں مسلمان کا ۱۳۰۰ء۔

پاپیخت کے قرب اور صوبہ دہلی کا ایک حصہ ہونے کی وجہ سے اس کا نام و نفق اچھار یا بیتل عکاری کے عمدہ پیری ہیں بادشاہ کے دلیل عظیم دیکھنے کی حیثیت سے ۵۸، ۱۶۹۶ء میں علاقہ دہلی کا تنظام مرہٹوں کے ہاتھ میں پلا گیا۔ ان کی سکھوں اور جاؤں سے روز روئے کلڑائیوں نے علاقہ کا امن نیاد کر دیا۔ پیریٹ کے مرہٹوں کو رہا پا کا نامی راٹ کے انقلاب پس اس کے منہ بولے بیٹھے اور فوجی سردار جارج طاس نے اپنی خود جنگی کا اندازا کر کے ۹۸، ۱۶۹۶ء میں ہاشمی کو اپنی صدر قام بنایا۔ شاہ محمد رمضان کا وطن نہم بھی اسی کی حمداد مملکت میں تھا۔ کمی خوریہ لٹھیوں کے بعد مرہٹوں نے اسے گرفتار کر لیا (۱۸۰۴ء)۔

اگلے سال ۱۶۹۷ء کو مرہٹوں کو شکست دے کر انگریز دہلی میں داخل ہو گئے۔ انگریز سپ سالار لارڈ بیک پیش کردی کر کے سکھوں سے مکار نہیں تھا۔ اس نے یہ علاقہ اپنے دناروں میں تقسیم کر دیا۔ روہنگ اور دہم کا علاقہ پہنچے یادی ہربانہ کے نامان کے سرحد اور دہم سے تفہیم کر دیں۔ اللہ عزیز حسن خان بیادر نصرت چنگ کو پیش کیا گیا اور اسی معنی میدار گھان این سنتی محمد جعفر این سنتی بیوب، مشتمل یعنی الہمی انمول اور شکر

کی ندادت کا مدد و اس سے بھی پہنچنا تھا۔ ان یونیورسٹیوں سے علاقہ میں وہ ادھم
پھانی کر دیکھوں اور مر جلوں کے مظالم جولی گئے۔

تمہارا عدالتیں فاقہم ہوئیں تو محیر بڑی نوبت اور رشتہ ستائی نے
زندگی پایا۔ قدمی پہنچا ہیں اور فامی کی عدالت کے برخلاف ان اصلی
عدالتوں میں مقدمہ یا زوال کو جھوٹ پوئے کی تربیت دینے کے لیے
دکیں ہیں گئے۔ پچایت کے ساتھ یک شمس آسمانی سے جھوٹے نہ پول
سکتا تھا کیونکہ ماہرین اس کی زندگی بھر کے اقبال داعمال سے بخوبی ہو گا
تھے۔ اگر وہ صداقت سے انحراف کرتا تو اس کا پیشوی بخوبی اس کی زندگی
کر دیتا۔ تینکن اب دور دراز عدالت ہیں کوئی بھی باریک ہیں اور پوکا پیشوی
نہ ہوتا جو اسے راہ راست پر رکھتا۔ کوئی یا خبیر مجھ مذہب ہوتا جو شایش یا تلف سے
موال یعنی کرتا رہتا۔

عدالتوں کے ساتھ پوکیں آئیں جس سے تعلق اس زمانہ میں لارڈ ڈینیش
نے ادب کو لکھا۔ پوکیں کا انتظام بے حد و حساب خدا رہب تھے۔ تفسیش کا سہارا

لئے، پر سیدل پیسر؛ کوئی لاثت آفت دی مخالف ص ۹۳

مذہب کوئی لاثت آفت دی مخالف ص ۹۲۔ تھے کوئی لاثت ص ۹۵

کو تیوں نہ کیا تو یہ علاقہ پہلے فریضیں الہیں خال پیروزاب۔ احمد بن علی
والی بوہار اور ۱۸۰۶ء میں فواب عبد الصمد خاں بانی ریاست دہلیانہ
مل۔ جو اس پر ۱۸۰۹ء تک گمراہ ہے۔ آخر اذکر فواب حضرت
شاہ محمد رضا خان کی اصلاحی تحریک کے پردہ رحایوں میں سے تھے، انہوں
نے حضرت ہادی ہر بانہ کے والد بزرگ ارشاد علیہ السلام کو حکم کے فوجیں
ایک جا گئیں رکھ دیں۔ یہ جا گئیں سرجن، ماقاو، سارنگک پر پتل تھی۔ اس
محمد بدانتی میں فواب عبد الصمد خاں بھی اس علاقہ کا انتظام رکھے۔
سکھوں نے اس علاقہ کو ردہ دلانا اور مجبراً فواب نے یہ علیہ الگریزی
کو داپس کر دیا۔

۱۸۰۹ء میں ہر بانہ پر اور راست ایسٹ انڈیا کمپنی کے تیغہ میں بگی
اور صوبہ دہلی کا حصہ قرار پایا۔ صوبہ دہلی کے اٹکریز حاکم، علی کو ریڈی نہ
کہتے تھے۔ یہ کمی قاعدے کے ماختہ نہ تھا۔ اس کی صوابا بدبی پر صوبہ کے
انتظام کا اختصار تھا۔ اس کے تین سچا اٹکریز تابیں ہوتے جو اپنی ناگزیر
کار کی اثر کم ہری کے باعث کمی بھی انتظام کو چاہنے کے ناصل تھے۔

۱۸۱۵ء میں سول گورنر کا صدر شکل بیس سال کا ہو گا۔ ... فوجیات کا

مردی کیستی اور رہا جانکا نتائج کی صورت میں کہ مانے جاؤ پہنچی وصول کرتا۔ اکثر حالت
میں جان بچھد کریں تو سنودر صورت کے بعد صول ہوتا ہے۔ زمین کا بندوں سب
زمیں کی پیاریں لکھنے کیا جاتا۔ پھر دشید بیان کروں۔ بجاوں کے چھوڑی یا کسی
جاگریوں کے نام صیکد کی بولی چھوڑ دی جائے اور دوسری یہ کٹنیں کی جائے
لئے تین مالیہ وصول کی جائے فضل کو دو دشید صورت ہیں تھیں کہ دیا جاتا۔ ۱۶ پس
نشست میں سے کاشتکار کو مزید چاروں جیات دیتے ہوتے:

(۱) پنجاری کا اللادن

(۲) سکاری ہر کاروں کی آذینات کے اخراجات

(۳) پنچکیدار کی خواہ

(۴) بعلی ساروں کا تاداں: حکومت مالیہ کے ہر سپے کے ساتھی درپیش کچھ رقم
دہول کرنے تھی اور کھمی تھی کہ یہ اس نقصان کو پورا کرنے کے لیے ہے پر حکومت
کو کھوئی کاروں سے ہوتا ہے۔

اس طرح جملے داتی دھوپ میں نہیں عورتی کرنے کے بعد کسان کے
پاس اتنا بھی شپکنا تھا کہ اگلی فصل تک اپنے پچھد کا پیٹ پال سکے۔ ۱۷ ده
رات آیا کہ زمیندار نے کہا کہ اپنی تکھتی یاڑی کو وسٹ دیتے کی ہم کیوں کو شتر

لے کر یہ ہرگز وہ کو تندنے یہیں سے جاتی جس سے لوگوں کی نظروں میں پر نگرانی
وقت گر گئی۔ یہاں تک کہ جسی گن سے سراغ منانی کا کام یا جاتا تھا اپنے
اپ کو رکار کا خیہا فریجھتے۔

یہاں نے لوگوں کی ہرست نفس کو کچل کر رکھ دیا۔ انگریز افسر، الہ کار
کار نہ سے اور یورپی سیا خون میں سے ہر ایک اپنے اس حق پر متعال کر
دیہات سے سیل گاڑی، اونٹ، دستکار، مزدود ہر ایک سے محفوظ کام یا
جاتا۔ لوگ پھر ایسوں کے بندل اٹھاتے ہوئے میلوں تک ساتھ چلتے۔
کسی علازم کی سواری آتے دیکھ کر لوگ جاگ کر چپ جاتے ہوگا
سے درگئی ہوئی حضرت اپنے بچپ کے ساتھ یا اس سنتوں کو کلیبہ سے لکھے
ہوئے اور ساتھی کسی یڑے آدمی کا ساز و سامان اٹھاتے ہوئے نظر آتی
یہ پڑا صاحب باحتی پر ٹوٹا ہوتا یا پاکی میں بیٹھا ہوتا۔

لیکن جس پھرے سے علاقے کے لوگوں کو مندرک احوال بنا دیا اسے مالیہ
جاڑو نام دیا جاتا تھا پسی کے ایذا تی ددر میں کافل کے مالیہ کی نیلائی بنا
ہوتی۔ اور دہلی کے کس صائم کے نام پھوٹ جاتی۔ پسی اس سے نقد بنت
ہ لائی داشت اُت دی شذر من ۱۸

کوئی جس بماری نسل گورنٹ سے باتی ہے جو مرہوں سے زیادہ خوب پڑتے
کی عادی ہے اور اخفاں سے زیادہ ناابل۔ پیر بابا گ بیان کر دوسرا جگہ
بس جاتا تھا درج بُنگا...، کرتا ہے بندہ بست افسر کامان کرنے کی بجائے
دیتا سب کے سب بیان کرنے...، اٹاں میں کوئی بات کرنے والا انہیں کہو تو
وہ بے آباد ہو گیا ہے۔ تین سالہ بندروں کے دیبات کی فرشت کے ساتھ
لکھا رہا تو کوئی دیر باد شروع کرنا چاہتا۔

پنج بجے تک لکھا کو جھوٹ اور فریب کو زدغی حاصل ہونے لگا۔ خاندان کے بزرگوں
کی وفات کم ہوتی تو قلم خاندان میں رخصت پڑ گئے۔ صد یوں کی تھی میں پڑی ہوئی
دیاتی خود تھاری کا خاتمہ ہوا۔ اس سے پہلے مرہٹہ گردی کے زمانہ میں عین قبائل
خانہ بیگی کی صورت تھے تواب ایسٹ انڈیا کمپنی کے دور میں حکومت کی جانب
اور تباہ کن پالیسی کی وجہ سے ان کی جگہ بیرون صلاحیتوں کو جلاوطنی اور اکثر
قبائل کی توجہ کا شکست کاری سے بست کر خون ریزی کی طرف ہو گئی۔ رہبری اللہ
غارتگری کا شعار جائز پیش کیا ہے، ہر نے لکھا۔ ہندوؤں کو مرقدہ میں گل کر کے
بہمن مگر تعداد میں بہت کم مسلمان ماراؤں اور راجپوتوں کو تبدیلی مذہب؟

ایسٹ انڈیا کمپنی کے ابتدائی دوسرے حکومت میں ملا مقدمہ وہی ہیں، جیسے جس
تمام رہنمائی شامل تھا، جملکی کامیابی کو راجح تھا۔ اس پڑھی کا حال اس زمانہ
کے کچھ بیکھرے میں ہے۔

کے رینی ڈنٹ۔ دہلی سرچارس ملکات سے چھٹے:

جب دہلی میں اتنی فوج نہ تھی کہ تزوہ بیکی دیبا یتھوں کو خوف زدہ کیا جائے۔ جب رینی ڈنٹ کے اختیارات کی خلاف ورزی اس شہر کے اور گرد پہنچ لیں تو تھی۔ جب اس کی مزدوں تھی کہ بالکل بھی نہ رکی رینی ڈنٹ کے اختیارات مندانے کے لیے دوسرے غصے سے فوج ملکوانی پڑتی اور بندوقوں سے سکھ پیدیل فوج کی ایک پشاںیں اور سواروں کا ایک سکونی ران استعمال کرتا ہے تا۔ جب گشی رمنوں کو ہر اسال کرنے والے دھقانیوں کی وجہ سے فوج تیار کی جاتی۔ جب دیبا یتھوں کو غیر سُرخ کرنا لازم تھا۔ جب علاً نواریں کا چپل بنادی گئی تھی۔ جب ہر قریب چڑھوں کا سامنہ تھا اور شرداری کے مقصد دیبات کے حصے بخے کیے ہوئے تھے جو نہ ہر ایک جنگدار اپنی مقرہ حدود میں لوٹ مار کی کرتا۔ جب یہ لازم تھا کہ بندوبست کرنے والے افسر کے ہمراہ پیدیل فوج کی پوری کمپنی ہو اور اس فوج کو بھی تیاری کا خلاصہ ہوتا اور اسے طعنہ ملنے کے تھاری توڑے دام بندوں پر

ہم دیبا یتھوں کے بچوں کے کھلوٹے ہیں گی۔ جب ایک روپیہ مالیہ و صوں کرنے کے لیے بولیا ارادہ کم مقرر کیا گیا تھا؟، بندوں سے مسجید اور فوج کی ایک بنا لیا جسی بھی پڑتی تھی۔ جب سرت ایک گاؤں کو، جو بے فضیل اور ذرا اثنہ دعا فہرست سے خاری ہوتا، مطیع کرنے کے لیے پیدیل فوج کا پانچ پشاںیوں کے علاوہ سوار اور توپ خانہ مزدوری کیجئے جاتے تھے اور جب حملہ کا انتشار کیے بغیر دیبا تی اس فوج پر حملہ کر شیشتھے تھے اور اپنی پھری سے کم از کم تھوڑی دیر کے سینے اس پڑھتی ہوئی فوج کے قدم ڈالکر دیتے تھے؟

نہ رکی اور معاشرتی حالت | سلمان سکران بھی صدی تک تخت
دیبا کی پر رفت اور فوز رہے گردی کے لئے فوج پر نظر دی جاتے تو بچاں سامنے شمع قلعہ میں ایک منٹ بگی ایسا نہیں تھا جہاں سلمان کیل آبادی کا چالیس فیصد سے زیاد ہوں دہلی میں کس پایہ کے علاوہ مشائخ ہوتے ہیں مگریے ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہر ہاٹ کے جگہ تو یا ان دیہی اعتماد سے ہستے بخیر تھے کہ دہان نہیں کی نہیں
۱۸۱۵ء پر ۲۰۱۳ء میں ۶۷۴ پر بیت آت

۱۱) طبیعت مابقی نفیت آیات تقوی شعار قاضی اشرف و جامعہ کو ۲۹۵

بیکھے
۱۲) نفیت براشناخ المنظام شیخ پیغمبر خلیفہ و جماد عکو ۱۰۸ بیکھے پختہ

۱۳) تقوی شعار صلاح اسٹار ضمی نہاد و جماد کو ایک ہزار بیکھے پختہ لینی ۶۲۵

ویکو اپنی بطور دیدہ ددمہاں ملی۔

ذکورہ بالا سماء کے ساتھ جو القاب ہیں و دشائی فرائیں سے نقل

ہوئے ہیں اور جاہد سے مراد افراد کہنے ہیں جن کا کفیل نام برداہ ہوتا تھا۔ اسی

زبان کی ارب سے ایک طالب علم شیخ محمد کوچھن بیکھے اراضی ملی اور رقم جزویہ

ہیں سے ایک تکمیل یہ میں ملاسا لانکر اس طالب کے والد جیانتھے اور

محاسب جاگیر تھے۔

شاپنشاہ جمال بیکر کا ایک فرمان محفوظ ہے جس کی روستے ایک خاتون

بنای پون کو ۵۱ بیکھے اراضی ملی۔ فرمان عالمگیری مجریہ ۵ ربیعان ۱۰۸۷

کی روستے صلاحیت اسٹار قوان محمد بودن اور حاریں کیش مسجد کو دو سکہ میار کر

یوں یہ ملتھے تھے۔ فرمان عالمگیری مصدرہ ۱۳ نیجع الاقل ۱۰۸۱ حکی رو

سے شیخنت مابقی امیر کو اغیرہ کوچھا س بیکھے اراضی ملی۔ اسی شاپنشاہ

سے بیٹی شدوا پر رہ ہے۔ ہمارے پاس مقدمہ ایسے شاہی فرائیں کو جو دین

جن سے معلوم ہتا ہے کہ وہیں ہر سلطان بادشاہ ہر بادشاہ کے بیٹی اور بھوی

نش فاؤ دول کو دیہ حد مسماش کے طور پر بیکھے دیتا رہا تھا کہ وہ اسلام

کی اشاعت تو سیع کر سکیں۔ مثلاً سرفت بادی ہر بادشاہ کے خاندان کے ازو

کے نام جو فرائیں بیکھے رہے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ ملا، مشیخ، خبیث

موزن، بیکر کے جلدی کش عین طالب علم اور پس سہلا خواتین کو تمام سر

حد عکالت میں نکوت کی طرت سے مدد حماش ملی مہی۔ مکر فرائیں جاہیں ان

کی وجہ یہ تھی سے کہ بیکھے دیہ حدیث مقرر نہیں تھی۔

چنانچہ فرمان اکبری مصدرہ ۹۸۳ حد کی روستے شیخنت مابقی مسلمان اکابر

شیخ، شرت و جار کو اخشو کرتا تھا اور بادشاہ میں تین سو مات بیکھے پختہ میں

۷۱۱ بیکر لایک بیک = ۷۱۱ بیک = دسرکٹ گزے مشرود ہنک ۱۹۱۰

اسی حکمران کے ایک دسرسے فرمان جو ۹۸۴ حد کی روستے شیخنت شد

مسلمان اسٹار کی امیر جاند کر دے سو بیکھے پختہ میں ایک صوبہ پس اکیرہ زمین

لی۔ فرمان اکبری مصدرہ ۹۸۴ بیک اسٹار ۹۸۲ حد کے مطابق مخدود «ذرا

چار سو میں بیکھے میں ۷۱۱ بیک و اراضی کے:

بیفت ہے جوئے تھے۔ احمدیہ امردادیہ ہے کہ اگر وہ ان باتوں میں دو صورت
ہے پڑھ کر نہ ہوتے تو شاید تبدیلی نہ ہو کی وہ سچے حکم کر دیے جاتے۔
ہم صورت اور ذرا بعد کی کتابوں اور غیر مطبوعہ نسلوں، کہاں توں اور کہاں توں
تھے احتجازوں صدری میسوسی کے ہر پانچ کے راجپوتوں کی دینی اور معاشرتی
حالت کا بخوبی انسانہ ہو جاتا ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ در جاہلیت میں عرب اپنی فوجوں کو زندہ یا
مار کر دفن کر دیا کرتے تھے۔ مگر بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ احتجازوں صدری
میسوسی کے آنحضرتیک ہر یادنامے بہت سے سلطان راجپوت اپنے ناپ کو کسی
کاسالہ یا خسر کملانا عار سمجھتے تھے اور اپنی فوجیوں کو زندہ یا مار کر دفن کرنا
کرتے تھے۔ جو راجپوت ایسا نہ کرتے وہ اپنے قریب رسم و رواج کے ناطق
قبری رشته داروں میں اپنی لٹکی کی شادی نہ کرتے۔

تمدنی انتیار سے مسلم اور ہندو راجپوت میں کوئی نایاب فرق نہیں
تھا۔ ان کا بیکس، ان کی تقویم، ان کی زیارت، ربیع من اور عید یقینیہ
کے علاوہ تھوار اور دیگر مشاغل ہندو راجپوت کے سے تھے۔ وہ جوئی
احمد دیالی بھی ساختے تھے۔

کے زمانہ ہجرت ۱۱ جرم ۱۰۹۳ھ کے ذریعے دس خواتین کو دوسو بیکھڑا زندہ
ہجڑی غرة ربيع الاول ۱۰۹۶ھ عہد عالمگیری کی روشنی سماں فیض باذونیہ
وقبیہ، رفیدہ و رشیہ از ایسا تے زیدۃ الالاویہ قاضی قوام الدین رہنگی "حضرت
بادی ہر یادنامہ کے ہندوں میں مورث اعلیٰ" کہ چاں بیکھہ ادا میں عین اس یہ
ٹی کے اور کوئی تغیری معاش نہیں تھا یعنی علمی اور عملی شاخ کے خاتماں کی بدلہ
خواتین کو اپنے کھاتے پیتے رشتہ داروں کے رحم و کرم پر رچھوڑ دیا جاتا
ہے ایک ان کے معیار اخلاق اور رحمت نفس کو قائم رکھنے کے لیے حکومت کی
طرف سے مالی اسناد ملی تھی۔ اسی قسم کے بعض فرائیں شاہ عالم شافی تھک کے
حجد کے نوجوان ہیں۔

شاہی امانت اور عملی و شاخ کی مساعی کے باوجود ہر یادنامہ میں ملزاں
کی تعداد بھروسی آبادی کا تقریباً چھٹے حصے سے بڑھنے میں پانی جن بیس سلم
راجپوت اکثریت میں تھے۔ انہیں را بیکھڑ کہا جاتا تھا۔ یہ خونواری کی سد
ٹک دی رہتے۔ ٹک کے سیاسی عدم کستھکام اور جائلوں، مریزوں اور سکول
کی بیرونیں کی خستے نارت گری کو اور بھی چھلادی۔ بلکہ وہ ماں
اور غادت گری میں ہندو چاروں اور اپنے بھرپول ہندو راجپوتوں پر بھی

ان میں مدھب کے قام پر وہ تمام توبات موجود تھیں جو ہندو اور بہادر کا نامہ ہیں۔ ٹونچاری، صرد سلطان، شش سد و ریس خاں اور گلکھیں ان کے نیالی دیوتائی جن کے عقیدب سے پہنچنے کے لیے منیر ملت پڑھ کر پڑھتے اور کی اور رسول ادا کرتے۔

ایسی توبہ پستی تو آج کے مسلمانوں میں بھی کہیں نہ کہیں مل جائے گی مگر ایک خالم قاری کو یہ علوم کر کے صدمہ ہوا ہو گا کہ ہر یاد کے راجپتوں مسلمان اپ سے دو حصہ پہلے دفتر کشی کیا کرتے تھے، اس پر استاد رفعت کریجئے کہ یہ مسلمان دی کی پوچھا بھی کرتے تھے۔ اور یہ بہت سی مسلمانوں کا تھا۔

خالان یہا در پیرزادہ مظفر احمد فضلی (۱۸۵۷ء - ۱۹۳۰ء) دوپتی کھلکھلہ انجام ۱۸۹۰ء میں حصار کے علاقہ سوتھ میں صلح حصار تھے۔ انہوں نے حضرت ہادی ہر یاد کے ایک ہم صصر ہر یادی ربانیت عالم حافظہ رحمت خالی کی کتاب بوسونہ تقدیر ایمانی اور دوسرے تقدیری ریکارڈ کے سطاح کے بعد اپنی کتاب نقیب اللادیا کی جملہ دوم دفتر دوم سطیو عدد ۱۳۳۲ھ میں اللاد سوتھ کے مسلم راجپتوں کے متصل کھا:

عرب جاہلیت میں جیسا کہ قبلہ قبیلہ کا بت جہا اس کی طبق ستر
میں ہر کام کے واسطے نئی پریعت اور نیاشرک قوم کا نسل آجئے
ہو رہا تھا۔ کیا مرد کی خورت کھلے بزرگوار کی رسوم کے پابند تھے
دھڑتے سے مسلمان دیکھی کو پہنچتے تھے۔ میپ، جند، کیر کی
پرتش کرتے تھے۔ اگر کوئی بچارہ کو دیوتا جانتے تھے گرا کا
کو جانتے تھے۔ دودھ، ناج، مال، دین، میل، الگائے بھیں،
پیر، استاد، مال، بیاپ کی قسم کھاتے تھے۔ ان کا عقیدہ خالک
جس لکھریں اکھلوں پر راگ صنو قدر کھی جاؤے گی وہ مگر نہ صرف
افلاں کی تائیں کیوں سے بخوبی رہے گا بلکہ اگر کی جوت سے نہیں
کی پرکات کافور اس لکھر کے درود لیوار پر سورج بن کر تکتا رہے گا
..... عورتوں نے دودھ کا نام برمیں رکھا ہوا تھا۔

یہی صفت اپنی تصنیف سکریٹس ہر پاٹے کے اخباروں صدی عیسوی
کے مسلم راجپتوں کے تدبیں کافی تھے کھینچتے ہیں۔ ہم خوفِ الہامت صرف

۲۶۔ ہولی دیوالی مناتے تھے تمام
کافروں کی رسم پرستے خاص و عام
۱۷۔ منتے تھے جو مت پر یہ یوں کی نیاز
چانتے تھے ان کو اپنا کار ساز
۱۸۔ ڈین خاں کی منتوں کا درختا
ترشک ہیں کفار کا سب طور تھا!
۱۹۔ ملے ہر گلی کو پہنچ بائی شد فخاں
قہ عالم گوکا کی چھپڑوں کا فشاں

لئے ہر یا نہیں ہولی اور دیوالی کے تواریخ قریباً تمام ہندی الاحل سماں منیا کرتے
تھے حضرت یادی ہر یا نہ کی سماں سے سلاموں نے ہے سے چھپڑ دیا۔ آپ کی شہادت
کے بعد ہم ایک شاہ نیکی ملتی ہے جو ان یعنی سلاموں نے ہولی منانی پڑائی
روزہ را گواہیں رزا ولی بیگ دیسیں ہانی کا ذکر یہ ہے جس نے ہولی منانی اور
حضرت یادی ہر یا نہ کے یا نہیں حضرت شاہ عبداللطی (۱۸۱۳-۱۸۹۱) نے
اس سے قریباً نہیں مشہور ہے کہ گلکاپیں بیکا تیر کے موضع دعا برہ یا ذریہ
کا پیدا ہاچ پوت تھا۔ اس کا بیپ جیور جی اور ہاں سماعت پاچل دفتر (باتی ملا)

بعض مشتعل کرتے ہیں:

- ۱۔ ہے بگاہر یا نہیں قوم را پہنچت
سر ببر ہے یہ سے دھمے کا ثبوت
- ۲۔ ان کا یہ آئین یہ دستور ہتا
ہر کوئی اس سے رسم پر بچوڑ ہتا
- ۳۔ لذیکی جب ہر قی محی پسیدا لا کلام
نہ زہ در گور اس کو کرتے تھے تمام
- ۴۔ جانتے تھے کسیہ شاہ داماد کو
قتل کرتے دفتر ناشاد کو
- ۵۔ ہر قبیلے میں یہ رسیم عام ہی
زندگانی موت کا پیشام ہی
- ۶۔ لڑکوں ہی کی زندگی کچھ گت بری
ترشک سے محی ملک میں حادث بری
- ۷۔ سیدلا کو پہ جنتے تھے ساجب
یہ مریض گویا کے اک مسیود ہتا

- ۲۶۔ تھا کروں کی بھینٹ چڑھی تھی کہیں
غیر کے محدثے میں لگتے تھے جیسیں
- ۲۷۔ گودتے تھے نبیل سے اپنابن
اک تھی تضییر تھا حصہ مخصوص
- ۲۸۔ میتوں پر موگ رکھتے سال بھر
بین کرتے ان کے حال دقل پر
- ۲۹۔ جانستے تھے دست بردی کو گمال
شیر پاور تھا، تھیں فردیں کامال

(فیصل) سے بحث پانچ کے یہیں اس کا ویڈ نلاکٹری کی باتا تھا۔ اگلے جب
کسی کو خل دماغ ہو جاتا تو یہ باور کیا جاتا کہ شیخ سندوکی بدروج یہوکی باتی کی
ہلان ایں اگر کرے کی تربانی ہائی ہے۔ چنانچہ یہ تربانی دی جاتی ہے لیکن جمگ کے
نشیں لگت یادم حارث کا فروٹھاتے ہیں۔ استاد الاحباب، تلاح درین اور
تجوہ سودی سے علوم پرداز ہے کہ جن بزرگ کو شاہ ہمار سمجھتے ہیں ان کا نام یہ رکھی
تھا۔ مرا اگو پوری ہے اور تاریخ دفاتر ۸ احادیث الاولی ۴۰ صحت، اس سے
صورت کا اور یہ سلسلہ پڑھ سوتی ہے تذکرہ تطلب، اول کا برقاۃ تھی، برقاۃ فرمودی ہے۔

- ۳۰۔ حق کوئی نوتا چساری کا غلام
ٹوکلوں میں جانتا تھا اپنام
- ۳۱۔ شیخ سندوکی نیازوں کا تھاندر
مول تھا بکروں کا بس کچھ سے کچھ اور
- ۳۲۔ ہر بشر کے شریک سے میں دنار
نہما زبان پر فسرہ یادم دنار

وہیں ملکہ کنور پال صرویہ تھی۔ حضرت ۱۲۰۳۹۱۱۶۱ میں پیدا ہوا زمین
کے تازع پر اس نے اپنے جایتوں کو قتل کر دیا۔ اس کی ماں نے بد خادی۔ یہ
صحراووں اور جنگلوں میں مارا مارا پھر تراہے۔ کرب کی حالت میں اس نے دعا اٹکی کر
نہیں پڑھ جا اور مجھے سے اے۔ ایک آسمانی آواز آئی کہ یہ اسی صورت میں ٹھہرے ہے
تو مسلمان ہو جائے۔ یہ مسلمان ہو گیا۔ اور زمین نے اسے سعلی یا۔ اس وقت اس کی فر
ہی اون صالنگی۔ اس کا مرزا حصار سے مفتیں ۳۵ میں کے فاصلہ پر علاقہ بیکانیر میں
ہے جس کے متولی پہاں راجپوت ہیں یہ مسلمان ہیں۔ مریبیت نے رش کا دبہ دیتے
تھے۔ اگلے دو ہاتھاری ٹوپے توکلوں کے فن کی ماہم کھی یا تھی۔ اگر یہ کوئی فراہم
شفقیت نہیں تو نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کس زمانہ میں تھی۔ آسیب کے پڑ رہی تھا

ٹھیکھے موئی ان کی بولی بول کر
۵۴۔ ہو گئی اک آن میں کایا پلٹ
شُرک و بہ عدت کا گیا دفتر اونٹ
۵۵۔ گل ہرا سرم جالت کا چماغ
ہو گیا سرسیز پیغمبر کا باعث
۵۶۔ لڑکیاں اڑکوں سے پیاری ہو گئیں
باعث میں پھوپھوں کی گیاری ہو گئیں
۵۷۔ شُرک میں ڈھکا بجا اسلام کا
راجھوتوں کا خاک پر غل ہوا
۵۸۔ اندھتے پھولٹے دیوتاؤں کے ہٹنے
ڈیڑھ پونے اساوؤں کے ہٹنے
۵۹۔ زین خاں نے لی رہ ملک فرار
لب کو جھو لا ندو یادم مدار
۶۰۔ کفر پر غالب ہوا حق کا چلن
شیخ ستود کا ہوا بکرا ہرن

۳۴۔ چاتا کوئی نہ بھت روزہ قیاز
محبت نام خداستے بے نیاز
آئے چل کر معلوم ہو گا کس بیان میں قطبی شاعرانہ مبالغہ نہیں
اسی صفت نے آئے بتایا ہے کہ کس طرح یادی ہر یا نہ حضرت شاہ فر
زمدان شیدر ہمی نے ایک ایک کھکے ان میں سے ہر سرم دردائی
خاتمه کر دیا:

۳۹۔ غیب سے ظاہر ہوا ایر کرم
جس کا سر رکز ہتا ہیاں ہم
۴۰۔ حضرت رہنمائی نے یا عزم درست
و عظیم پر باندھی مکر، ہمت کی پت
۴۱۔ قوم کو تعلیم دی، تلقین کی
قسم کو پاتیں سکھائیں دین کی
۴۲۔ قوم کی سختی روفہ رہ چور زیادی
مشکل اس میں کیے مساوی سے بیال
۴۳۔ ان کو سمجھائے منفصل کھوں کر

۷۸۔ مغل ہوا دینی کی منت کا جوان
ہے دل شیطان میں سست کاید داغ

۷۹۔ سرگوں گوگا کا جھٹا ہو گیا
جو شش نار جمل حنت ٹا ہو گیا

مگر یہ اصلاح آئی جلدی اور آئنی آسانی سے نہیں ہو گئی جیسا کہ
درج بالا اشعار سے معلوم ہوتا ہے۔ ایک عظیم مصلح حکومت کی مدد
 بغیر لاکھوں انسانوں کی کس طرح کایا پلٹ سکتا ہے۔ اس کا بیان ہے
ذلیل سے صرف آجھے معنوں و اقدامات خصوص اس سے درج کر دیے گئے تھے
باب میز کریں گے۔ اگر اس وقت ان قبائل کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا جائے
تو اس کا قوی امکان تھا کہ ۱۸۰۳ء میں مسلمانوں کے ہاتھ سے نظام حکومت
پلے جانے کے بعد یہ اپنی قریم حالت کفر پر لوث جاتے اور اس طرح ہے
وہیں برکیت شخصی۔ آپ نے ساعتہ میں آئنی زیادہ اور ایسی خشگار
خود بھی خسارے میں رہتے اور مسلمان ہی ان لاکھوں جری بہادروں سے
آئنی زیادی تبدیلیاں کیں جن کے اثرات اب بھی باسانی محسوس کیے
جھومند دد جلت۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت چمی گی تحریک کے نتیجہ پر یہ وک
لکتے ہیں۔ یقول مصنعت نقیب الادیا:

تمدنی، معافی اور اخلاقی اعتبار سے اپنے ہم نسل ہندو راجپوتوں سے
ہر حال میں بددیجا ہیتر ہیں۔ ۱۹۳۴ء میں یہ تمام قبائل کو محنت کیکے پاکنہ
آگئے۔ آزادی و تعمیر پاک نیں ان قبائل کی خدمات بڑی ہی درختاں ہیں۔

۵

اصلاح کا رہائے نہیاں

تیرے باب میں ہادی ہر باراں حضرت شاہ محمد رضا شاہ شہید چمی گی کی تاپ
ذلیل سے صرف آجھے معنوں و اقدامات خصوص اس سے درج کر دیے گئے تھے
ایک طبقاً ایسی ہی باتوں کو عللت کی دلیل سمجھتا ہے۔ اُس باب میں جن
وہان کا ذکر ہوا ہے بیشک دہ آپ کی بلندی کروار کے آئینہ داد ہیں
وہیں برکیت شخصی۔ آپ نے ساعتہ میں آئنی زیادہ اور ایسی خشگار
خود بھی خسارے میں رہتے اور مسلمان ہی ان لاکھوں جری بہادروں سے
آئنی زیادی تبدیلیاں کیں جن کے اثرات اب بھی باسانی محسوس کیے
جھومند دد جلت۔ یہ حقیقت ہے کہ حضرت چمی گی تحریک کے نتیجہ پر یہ وک
لکتے ہیں۔ یقول مصنعت نقیب الادیا:

ہر یادی، میوات اور سوتیں ہزاروں کا فراپ کے باقاعدہ
مسلمان ہوئے اور مسلمان لاکھوں نے کفر و حرب سے آپ
کے باقاعدہ توہینہ انصدور کی ہے

بے دوبلی کہتے تھے۔ ان دو بیویوں کے سرکاری و احتجات ایس دھادکتے
و فصل تحریک کا فنڈ ہوتی۔ موافق کامیابی، پوٹھی ضلع روہنگا اور خانک
ور دانگ ضلع حصادر کی دو بیال نوشادہ شہید ہج کے ورشاد کے پاس ۱۹۳۷ء
کل قبیل گوان کی آمد فی تمام سہزادیوں کے صرفت میں آیا تھا۔

اس فنڈ سے حضرت ہادی ہر بیال اپنی ذات پر کچھ خرچ نہ کرتے بلکہ

ایسا اپنی زرعی نہیں کی غرض سری آمد فی میں گزار اوقات کی کرتے۔ گذشتہ
طریق میں رہائشی محل اور جو بیال کا ذکر ہوا ہے۔ یہ محل اپ کے پڑا داشا
خط اللہ المقلوب یہ عطا چھڑخان سہزاداری نائب گورنر لامور نے میونا یا
قنا شاہ محمد عثمان کے زمانہ میں عمارت کے اعتبار سے تو اسے محل کہا

بائستھا نگار ساز و سامان کی قسم کی اس میں چیزوں نہ تھیں۔ صحیح چنے کی
میں اپنے اپنی محل کے زینں دوز نہ خاتے میں قیام ہوتا تھا۔ وہیں یعنی

درویش اپ کے ساتھ ساقہ زدن ہوتے۔ باقی درویش محل اور شہر کی سہیں
وہی چھاچھر کے ساتھ اور شام کو نکلیں یا کوئی کا دلیلیہ اپ کی عام خواری

ذکر اٹھی میں مخنوں رہتے۔ درویشوں کی یہ جماعت خود کھیتی کیا ری کر کے بچے

اپنے اور بچوں کے بیٹے کیلئے پیدا کرتی۔ کھیت کے میں زین کی تھیں۔ اس خازن کے والد نہ کہ

تو ان درویشوں کی اپنی بھتی اور بچہ زین کم را بچوں نے دے دی تھی،
تھے ان نیک بھی بیلی کی پروش دری میں ہوتی بگراخوں نے کہی پان نہیں

اپ کے بارے میں محقق حافظ محمد شیرانی مر جموم اور بنیش کا بیوی یگزین
کی اشاعت ذریعی ۱۹۳۶ء میں لکھتے ہیں:

"وہ ہر بیانہ دیس کے صحیح معنوں میں مصلح اور یادی ہیں۔ ان

کی عملی زندگی کے کئی پہلو ہیں یعنی فتحی، مرد حافظی، اصلاحی اور

ادیتی"۔

کارکنوں کی تربیت

اپ ہر طالب کو بیعت نہیں کر لیا کرتے تھے
گر جسے بیعت سے مشرف فرمائیتے دہ آپکے
رنگ میں رنگا جاتا۔ اس کی تربیت کا پورا نجاح اور رکھتے۔ ہم میں ذکر و عدالت
اور حماں خانہ کے طور پر استعمال کرنے کے لیے ایک دو منزد عویضی تلمیز
کرائی تھی۔ کیونکہ محل بھی بلندی پر تھا اس لیے پائچھے میل سے نظر آتی گزر

میں اپنے اپنی محل کے زینں دوز نہ خاتے میں قیام ہوتا تھا۔ وہیں یعنی

درویش اپ کے ساتھ ساقہ زدن ہوتے۔ باقی درویش محل اور شہر کی سہیں
ذکر اٹھی میں مخنوں رہتے۔ درویشوں کی یہ جماعت خود کھیتی کیا ری کر کے بچے

اپنے اور بچوں کے بیٹے کیلئے پیدا کرتی۔ کھیت کے میں زین کی تھیں۔ اس خازن کے والد نہ کہ

تو ان درویشوں کی اپنی بھتی اور بچہ زین کم را بچوں نے دے دی تھی،
تھے ان نیک بھی بیلی کی پروش دری میں ہوتی بگراخوں نے کہی پان نہیں

لکھا یا۔

عیادہ میذنے وطن سے باہر رہتے۔ ماہ رمضان ان گھوڑے عبادات دریافت اور تصنیف و تالیف میں گزاراتے۔ ایسے ایک دورے کا حال و نتیجہ ان اور نقیب الادیا میں تفصیلی درج ہے۔ جسے ہم اختصار کر کے یہاں لے کر تے ہیں۔ حوالے نقیب الادیا سے ہیں:

آپ حضرت قطب جمال ہائسویؒ کی درگاہ میں ہائی میں تیام زناجت کے سوت کا ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ دیں شاہ محمد یودھ، بولی تو رحیم سکنہ رانیہ، حافظ رحمت خاں سکنہ بوسی کھیرہ اور قاضی فلام چارخ آبادی بھی تھے۔ یہ صحن حصار کے سرور آورہہ نیاں مرشد یزدگ تھے۔ انہوں نے عرض کیا "آپ کے فیض پر کات سے ہر یاد اور نام بلکہ آں سوئے حصار دوہم قبیح سے بیات پاچھلے ہے وہ حق دخور سے تائب اور چلکے ہیں۔ دختر کش کی دیوبینہ رسم مفتود ہو چکی ہے۔ میکن سوت اور بیانہ میں ہنوز خاص و عام اس میل میں گرفتار ہیں۔ سارنگ بغا۔ بیکھر کا فیڈر یہ میلت میں اپنے زمان کا بوجبل ہے۔ اسی طرح فتح آباد میں لدھونا میں قمن دار کی روشنی میں زرعون یہ سامان ہے۔ سوت میں دفتر کی

لے اسی مزدکوں کی پامردی سے زندہ ہے۔"

س عصمر

دردیشوں کی جماعت کو آپ خود تلقین فرمایا کرتے تھے۔ انہیں ایک احمد نامی گھاڑی بیان تھا جو ہندو چنگی سے سلام ہو کر آپ کی خدمت میں رہتا تھا اور آپ کا رخت بیان کرتا۔ اس کی نازیرداریاں دیکھ کر ایک بان آپ کے پیغمبر شریف گھٹاخشم گیلانی لاہوری شم پانی پیتی ہے۔ لفظ دیا "میں نے بار بار اس چاکر تھارے پاس سینکڑوں آدمی کیونکر کھپے چلے آتے ہیں اور اگر جانے کا نام نہیں لیتے اور جلتے ہیں تو روتے ہوئے جلتے ہیں آج معلوم ہتا کہ تھارا علم سب کو کچھ لیتا ہے۔"

ان دردیشوں میں ایک انگریز بھی تھا۔ دہلی میں آپ کا دھنڈش کر ملکہ بیگش اسلام ہوا۔ ان تربیت یافتہ دردیشوں نے تبلیغ و اشتاعت دین کا پڑا کام کیا۔ یہ یادی ہے یادی تہذیب کی اصلاحی تحریک کے فعال ترین کارکن تھے۔ آپ کے دوسرے دارجی ای ان دردیشوں کا نام عزت سے لیتے اور تعلیماں کے نام کے ساتھ افظع میاں جی صور استعمال کرتے۔ ایک تبلیغی دورہ | ان دردیشوں کی تسبیت میں آپ سال کے کم دینیں سے روغنا ایضاً میں دفتر

۸۵

۸ روغنا ایضاً میں دفتر

یہ باتیں کر کر آپ ہمت ملوں ہو گئے۔ آپ بدیدہ ہو کر بارگاہ ایزدی
میں دست بدعا ہو گئے۔ اگلے روز اس وندادر اپنے درویشی کی جماعت
کے ساتھ ہائی سیچ محل پر آئے۔ راستے میں جو آبادی آئی دہلی و غلط تلقین
کرتے ہوئے بیکھر لئے چکے۔ بیکھر سلم رائپور کا تصیہ تھا جنہیں پکاوسے
لختے تھے۔ پکاؤسے خانہ اس لیے کام جاتا تھا کہ یہ دہلی رائپور کی
کمیت نہیں دیں دیں حال کام جاتا تھا پکاؤس ملا قبیل اور آباد
ہوتے۔ تیری اتنی شخصیں کو تاپسند کرتے تھے۔ بیکھر ضلع صار کی تخلیق فتح آباد
کے صدر مقام سے جاری پائیں میں کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں آپ نے
کمی نہ رکھا تھا۔

پہلے نذر شیخ کیجھ کے ساتھ وعظ فرمایا۔ اس کا خاطر خواہ اثر پوری
تحاک کائنات بیرون سے نہ رہا اگر دہ دوران وعظ اٹھ کھڑا ہو گا اور
کہا کہ جیسی تحریک کے اکام ماننے میں کوئی عذر نہیں مگر اپنی لکھیوں
کو زندہ رکھ کر کسی کا سالد یا سسر پنناہیں گراہنیں لکھیوں
کی طرح ہم اس بات کو بھی بداشت نہیں کر سکتے کہ اپنی چھانزادہ ہیں
کو اپنے نکان میں ملے آیں۔

سارنگ ملا قبیل میں با اشتھانا در اس کے ہم خیالوں کو بھی کمی نہ تھی اسی لیے
ہے دوران وعظ آپ کو ٹوکنے کی جسارت ہوئی۔ اس سے جملہ میں کچھ بزرگی
کے آثار پیدا ہوئے لگے مگر آپ نے نہیں اٹھیا۔ اسے سمجھانا خرد رع
کی۔ اس میں تیولیت حق کی صلاحیت نہ تھی۔ وہ اپنی بات پر اڑا کر گا حاضرین
کی اکھریت پر آپ کے دھنکا اچھا اتر پڑا اور اسی محفل میں چند لوگوں نے آپ
کے ہاتھ پر ان دوڑیں برائیوں سے توبہ کی۔

اس تصیہ میں موعظ حسنہ کا سلسلہ چند روز جاری رہا۔ وہ آنکھ تائب
ہوتے رہے۔ آپ کے قیام کی خیرگر دفعوں کے دیبات میں بھی گئی۔ دہلی
کے نیک مرشدت وہ بھی آئے اور مشترکا نہ رسم سے تائب ہوتے۔ دہلی جو
گفتگو کے پسند ایک پڑھنے کھٹکے تھے ان میں اپنی تفاسیر تفسیر فرمائیں۔ اور
فرمایا کہ ان کا دعظت مجدد محمد اور مختار گھر ہو۔ یہاں آپ نے حافظ ستیقم کو اپنا
خلیفہ ستر کر کر فتح آباد کا عزم کیا۔ حافظ ستیقم بیکھریں امام سجد تھے اور
قرآن بھی پڑھایا کرتے تھے۔

فتح آباد میں رہونا میں من دار نے آپ کو مخالفت کی۔ لوگوں نے آپ کے
یہ طنام کا انتظام کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جس آبادی کے سامان و سرم دختر کی

سے تاب نہیں ہوتے میں وہاں لوگوں کی دعوت قبول نہیں کر سکتا۔ پھر انہیں آپ
وہاں سے پہل پڑھے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ آپ کے روانہ ہوتے ہی لدھور پہنچ
کا جلد ہوا۔ اس نتے سے قدرت کا ہاتھ بھا اور اسے تعلیم ہو گیا کہ حضرت
شہزادہ محمد رضا خان کو تلاذ کرنے کی پاداش میں قدرت نے یہ مزادی ہے۔
ایک آپ جنہیں ہی گئے تھے گردد حضور من دار کے آدمیوں نے ہی اس
کی خبر سے معافی مانگی۔ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ مریض کو روادی
ادعا کیے دعا مانگی۔ آپ کی سو بودگی، ہی میں اس قصہ کے تقبیات
کسان دفتر کی سے تاب ہو گئے اور یا ہمی رشتہ دار یوں پر عمل درآمد
خود ہو گیا۔ یہاں تااضی غلام محمد کو اپنا نیت مقرر کر کے آپ علمائے ستر
کے ساتھ ہو وضع حالتی ہو گیا، یہاں، ہوتے دخیرہ کا دھرہ کر کے عالم دلن ہوتے۔
اس حصے میں آپ کے دعڑا اور تعلیم و تعلیم کی برکتوں سے
دفتر کی کی خالانہ درستہ ہو گئی۔ اسلام کے اصول کے موافق آپ کی
رشتہ دار یاں علم طرد پر ہوتے تھیں پر یوں نے پوری چھوڑ دی اور ہزار
تھوڑی تھی اور کہاں دین جما فکس سے فازی مہ
لگئے۔ خود گھر تھا ہر ایک مرد دعوت چھوٹے بھروسے کی زبان پر نماز روزے

سے مسائل اور ذکر و تکر کا چرچا تھا

اس مغزیں حافظ رحمت خان مائن موئی کھیرہ آپ کے ہمراہ تھے۔
خنوں نے ایک سی جنی میں حضرت بادی ہر پانچ دن کے نفائل اور کام کا
نقش کھیچا ہے۔ حدف تہجی کی ترتیب میں کل اٹھائیں بند ہیں۔ جن میں سے
پانچ یا ان قل کیے جاتے ہیں۔ واضح ہے کہ ضلع حصار کی تحصیل سر کے
بھرے ہستے کی زبان پنجابی ہے :-

جهان اندر روضنائی (ج) خاتی پیچے بہت دلائی

تو ہیں نے شروع دی جاں سکھائی بھلی خلفت رستہ پانی

کامل کیتا دین ایمان

حضرت بادی شاہ رمضان

عین عجائب تیرا سایا رع، جان تھدی وعظ سایا

کہ سفر بگی دوڑا آیا تُرُت فرت ایاں ہے آیا

ہور میں کی کمال بیاں

حضرت بادی شاہ رمضان

غسل در شکر دالے رخ، پیندے سے جیہڑے غریبیلے
دیکھتیں ہوئے تو خالے تاب ہو چکن بچلے
تابع تیرے جن والسان

حضرت ہادی شاہ رضا

فرخ نگر توں اندر آیا وقتاً یک عورت توں جن و سایا
کسی عامل سے قید نہ آیا سن کے تیرا نام نایا
کیا تیر امام حیوان

حضرت ہادی شاہ رضا

قصہ ست دھیال والا رق، قتل اولاد ادھان اچالا
مار دھیال کر سے مُذکولا او تھے گیوں توں کڈھ کسالا
دیکھتیں ہوئے یہاں

حضرت ہادی شاہ رضا

پندرخ، میں فرغلی کا خواہ ہے جو آپ کے درویشوں کی جاعت
میں شامل ہو گیا تھا۔ پندرخ، میں لوگوں کی کشت شراب توٹی کی طرف
اشارہ ہے۔ آج بھی ہر بانے کے ہندو راجپتوں کے کم بیش ہر گھر میں

شراب کی بھٹی ہے۔ بند رخت، کے واقعات یہ ہیں کہ فرخ نگر سو قوت اداریا
تما اور اب ضلع گورنگاڑیں ہیں ہے۔ یہاں ایک خوشحال اور مغزد برج گھرن
کی عورت ہمیشہ نگلی رہتی۔ کہا جاتا کہ اس پر جن کا سایہ ہو گیا ہے۔ دورِ راز
سے عالم بلا ٹے گئے ہیں گے جن کو کوئی نہ انتار سکا۔ جب آپ اس تشریف
لے گئے تو اس عورت کے لواحقین نے اپنی معیوبت اور بدنامی کی داستان
شانی۔ آپ نے فرایا ہم عمل سے جن کا علاج نہیں کرتے۔ آپ نے دعا
فرانی اور وہ عورت اچھی ہو گئی۔ بند رخت، میں سونج پہنچا علاقہ پیٹا لے کا
ردِ داقعہ بیان ہو گا ہے جس کے حافظہ رحمت خال ملینی شاہ بدستور داداں سے
مجبوڑ ہوکر ایک بد نصیب باب اپنی چھڑکیاں دفن کر جکا تھا۔ ساتوں کو دن
کو کس کار باتھا کہ داستان میں حضرت شاہ نجم رضا ان دفعہ فرار ہے تھے۔
و غلط کے بعد لوگ آہ کر اپ کے باخت پر دسم دختر کی سے تائب ہو رہے تھے
کہ یہ خس بھی روتا ہوا آیا اور تمام راجبا بیان کیا۔ آپ اسی وقت برستان
تشریف لے گئے۔ قبر کھدا واتی توڑو کی ایک برسن میں زندہ پانی گئی۔ اس
لڑکی کو اس کا باب اپنے گھر رہے گیا۔

۵ نصیب الاد بیان ۲ دفتر ۲ ص ۶۷

ہارگز توں اور مام ساجد کے ذریعے یہ اشعار عوام تک پہنچ گئے۔ مشعر کی اثر افزیں مسلمہ ہے اور وہ یادگیری رہ جاتا ہے۔ اس طرح احکام قرآن، احادیث، پیرت نبوی اور قدام مزودی مسائل نقده آپ کی حیات ہی میں ہر کہ دہ کی زبان پر حواری ہو گئے۔ دُبیجہ حدی بعد اپنی بھی ہزاروں ابجد نشاستھیں یہیں ہیں ملدا کی صحت نصیب نہیں ہوئی مگر ان اشعار کی بدلت مزوری مسلسل نقص سے واقع ہیں۔

آپ نے لاکھوں شعر کئے۔ شعر گوئی بالعموم انسان کو میدانِ عمل کے لیے ناکارہ بناؤ لیتی ہے۔ مگر اس شعر گوئی نے آپ کے توائے عمل کو کوشل کیا اور سنہی دور برا منی نے آپ کو جو جو نشین بنایا۔ بلکہ آپ کی تمام زندگی ایک سرکتِ مسلسل سے عبارت رہی۔ سال کے گیاہہ میں تعلیم و تلقین کے مسلسل میں گھر سے باہر رہتے۔ جس گاؤں میں تشریف لے جاتے ہندو مسلمان سب زیارت کے لیے آتے۔ اگر وہاں سجدہ نہ ہوتی تو بتوی سے باہر کسی درخت کے نیچے بیٹھ جاتے۔ ہندو جاث اس بجگہ کو اتنا تقدس سمجھتے تھے کہ وہاں بعد میں ایک چھوٹرہ بناؤ لئے حالانکہ ہندوؤں کے تزویک ہر مسلمان بخس ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض دیبات میں، ۱۹۴۳ء تک "شاہِ رجان کے تزویک"

بچپن میں آپ کا قیامِ مسلمان راججوؤں کے شہر تھیہ کا ہنور میں اکثر رہا۔ یہ قصہ رہجک سے گیارہ میں اور آپ کے دہنِ مم سے پندرہ میں کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں رہ کر آپ نے ان قبائل کی زندگی کا ہر پیلوں پر لیکھا۔ ان کی قوی خصوصیات اور نعمیات سے واقفیتِ حاصل کی اور ان کی زبان پر بھی قدرتِ حاصل کر لی۔ چنانچہ آئندہ ہر یاد میں آپ اس زبان میں دعویٰ و تلقین فرمایا کہتے تھے۔ اس زبان کا کرفت بوجعوام کی نظر سے ہم اہل حق اس سے تعلیم بھی حاصل کر سکتے تھے۔

قریب تر میں جاک مسلمان پہنچانے کے علاوہ آپ نے اس پیغام کی مدد و کتابوں میں ارشاد کی۔ ان تصانیف میں سے بیشتر کی زبان ہر بولنی ہے۔ اس طرح آپ نے اس بولنی کی اس تقابل بنا دیا کہ اس میں طریقت اور شریعت کے مسائل بیان کرنے کی صلاحیت ہو گئی۔ ساختہ کی اس اصلاحی تحریک کے لیے غربی ادب کا ذخیرہ بھی اگر کسے اس سے دیرپا بنا دیا۔ مگر جن رکوں کے لیے یہ کہیں بھی الگ اس کا باستثنائے پندرہ حرث شناسی سے بھی خالد تھے۔ اس کے لیے آپ نے تحریک کو سیلہ انعام بنا یا جس کا اثر یہ ہوا کہ اس تحریک کے

یہ اس بیکل بادیک چھپنی میں اعقر نکال لیا جائے۔ پھر بھی پسی ہوئی پیروں
یہ یہ عرق اور حسب پسند یقیناً ملایا جائے۔ اس میں اتنا زیادہ سے
زیادہ عام پانی اور گرمیوں میں ٹھنڈا پانی ملایا جائے جتنا مرضی پی کے
اور اسے صبح کے وقت چند ما شدہ بستوں کی بھوسی کے ساتھی لیا جائے۔
بالکل یہ فتح سپر کے وقت استعمال کیا جائے۔ پھر دو روز کے
وقتیں بعد تک یہ فتح استعمال کیا جائے۔ پرانی سے پرانی پیچھے جاتی
ہوتی ہے۔ الگ پیچھے خونی نہ ہو تو ابھی اس استعمال کریں۔

حضرت شاہ محمد رضا خان ایک مرتبہ حضرت جمال ہاؤسوی کی خانقاہ
کے میدان میں وعظ فرمائے ہے تھے۔ تین ہزار ہر یار قوی فوجی جوان بھی وعدہ
لئن تھے۔ یہ جوان کوئی ایگزائز کے ماتحت تھے۔ دو ران و عطا یارش
شروع ہو گئی کسی نے چھتری کھولی تو کسی نے چادر تانی۔ مگر اپنی بجی سے
کوئی نہ پڑا۔ اختتام وعظ پر اپنے اس میدان میں ایک سبقت غارت
کی تحریک کی۔ کرنل ایگزائز اندھہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے اس بھجنی کو
پسند کیا اور پتھر جمع کر کھا اپ کی خدمت میں تین ہزار مدد پیش دیئے۔
اپنے کے بارہ صفر حضرت شاہ محمد سعیل شہید بھی کی تھا ان میں ایک

وجود دتے۔ ملک ہے اب بھی ڈول۔

طبیب بھی اپ کو دنترس تھی۔ خدا نے اپ کے ہاتھ میں شفایمی دی تھی۔
بھر گائیں ہیں جاتے وہاں ریخنوں کا معائنہ کرتے۔ اگر پاس دوا ہوتی تو وہ
مفت ہوتے۔ یعنی انسان کے ساتھ اس قسم کی ہمدردی ہمیشہ اور ہر
جلب پلینی سائی میں ہمدردی ہے۔ اپ کے بیض نئے اب بھی اپ کا خاندان
اویع الدین استعمال کرتے ہیں۔ تین نئے تو ہمارے گھر میں بھی استعمال کیے
جاتے ایں اور ان کا اسرگی خاطر خواہ ہوتا ہے۔

(۱) مفرنج خون: ایک ایک لا چر، بولی، شلجم اور ادرک دھوکہ بار دستہ
میں کوٹ میا جاتے۔ پھر یہ میں دل کران کا عرق نکال لیا جاتے اور اس
عرق میں ایک تولہ شمد ملا کر دل کے کسی دقت بھی پی لیا جائے۔

(۲) ادرک کا حلوق: بلجنی کھاتی کے بیسے دو تولہ رواگھی میں بھون کر اس
میں مناسب سیستھا در۔ ایک تولہ پسی ہوئی ادرک ملا کر کھایا جائے۔

(۳) خونی پیچ کے بیسے: سات بار اس، سو ما شہ ایکبار اور ۶۰ ما شہ چار دل
مزد کو رات کو جگکر مسح کیجیا نہایت باریکہ میں لیا جائے۔ یعنی تین ملٹے
کا ذنبیان، بھی دارہ اور رات خلی رات کو جگکر مسح کیجیا ہاتھ سے مل کر پڑتے

عالیشان عمارت کھڑی ہو گئی جس میں حجراً اور وسیع دالالن بھی ہے۔
ددوان سفر میں جہاں مسجد نہ ہوتی دہاں مسجد صدر یونا دیستے۔ اس میں
جامع مسجد تو نہایت قدیم تھی۔ اس کی صروری مرمت اور بروزی ارتکار کا
آپ کے اہتمام میں ہوئی۔ رہنک میں بیرون پاریوں کی خواصورت مسجد آپ
ہی کی ترغیب دخیریں سے تیار ہوئی۔ اس کی بنیاد بھی آپ ہی کے
دست مبارک سے رکھوائی گئی۔ انہی بیرون پاریوں نے پاکستان میں اُک
لٹان کی گڈستانہ میں جو عالیشان مسجد تعمیر کرائی ہے اس سے تلقن مدار
کا نام درستہ دھنائی رکھا ہے۔ رہنک کی عیدگاہ بھی آپ ہی کی تحریک
کا نتیجہ ہے۔ ایک موقع پر آپ نے یہاں خود ٹوکری بھر بھر کر ہی ڈھوندی
جس سے اور لوگوں کو بھی ترغیب ہوئی۔ مرضی طرود جی خلیع رہنک کی مسجد
میں قحط سالی کے دنوں میں فرباروں کی خالافت کے باوجود توبیہ کرائی۔
یہ قحط سالہ تک اکمال (اسکت = ۱۸۰۳ = ۱۸۴۰) کملانا ہے جو ضبط بلیاں
میں ہزاروں گھروں کی آبادی تھی اور صرف ایک مسجد تھی جس میں پوری
قتابہ مصلیٰ۔ آپ کی مساعی سے دہاں آئندہ مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ بلیاں
کو دیکھ کر گردوارے کے دیبات نے پیر دی کی۔

مسلم راجپوتوں میں تعبیر سا پدر کا شوق پیدا ہوا تو وہ رفتہ رفتہ اسلام
تے قریب تر ہوتے گئے۔ یہ مساجد جہاں عبادت گاہوں کا کام دیتی تھیں
ہاں ہر گاہوں میں ہر مسجد ایک مرکز محسوس کی حیثیت رکھتی۔ اس سے پہلے
ان بہاء نام سلطانوں کے خذیلہ عبودیت کی نسلیں کسی ٹھاکر دارے یا داری
کے مندرجہ میں ہوتی تھی۔ ان کا جد اگانہ معید تھا نہ مرکز۔ ان مساجد کو مرکز
تحریک بنا کر آپ نے اصل کام مژدوع کیا۔ مساجد کی تعمیر سے مسلم راجپوتوں
کو پہلی بار یہ احساس ہوا کہ ہم اپنے ہم نسل ہندو راجپوتوں سے جدا گانہ حیثیت رکھتے
ہیں۔ اس احساس کے پیدا کرنے کے بعد آپ نے حکماء طبقت سے ان کی خواستے
نالہ گری اور ایک ایک کر کے ہر رسم شرک ختم کر دی۔

بری رسم میں سب سے بری دختر کشی تھی۔ حضرت شاہ محمد رضاean
نے سب سے زیادہ توجہ اس طرف دی۔ اس انسانیت سور رسم کا خاتمه
تحریک کے ابتدائی پانچ چھ سال میں ہو گیا۔ یعنی مسلم عہد حکومت ہی میں
ایسٹ انڈیا کمپنی کا ابتدائی عہد بری بدھنی کا در تھا۔ اس زمانہ میں بھی
مسلم راجپوتوں میں دختر کشی کی کوئی روایت ہم تک نہیں پہنچی۔ البتہ غیر
راجپوتوں میں دختر کشی کی پہنچ مشاہیں مل جاتی ہیں۔ اب سے سو اسدی پہلے

کی ایک بخوبی سماہ لادد کا ایک واقعہ اسی کی زبانی ملاحظہ ہو:

میں پول کی بھوتی، بیٹھی بھجوکی..... ریپرے پٹلی، بیٹھی بھوتی تو
رات سے فجر ہوئی، فخر سے رات۔ خصم گھر نہیں آیا۔ جب
وہ آیا تو میں اس کے سر ہو گئی کہ..... بتا تو ماہ تھا۔۔۔ میں نے
چھوڑنے جو اپنی کردکھانی تو کہنے لگا ارجی اسے نہ ساری پوچھا۔۔۔ اب
(میں نے) کیا کلا۔ تو گرسے میں پستور فونز نہیں (میں نے) کوڈال کے چلی۔
خضم پکارا ایچے ہے۔ ارجی ارجی اس کو نہ سار۔ (میں نے)
کاڈھ جوتی (اس کے) تین چار ساری اور جلدی سے جا ہو ج
(خوض)، پانی پھرا تھا اس سار میں (ڈلکشی کو)، ڈال اور پر ڈکڑا
رکھ دیا۔ وہ سچارہ ساری کھانا کر نہیں سنا۔ آکے کہنے لگا ہم
ترختانے مانکہ ہستے۔ اب قیہی پکرانے آؤں ہیں۔ جب ڈری۔
اشعار پا تو لا گھر آگئی۔ اس نے چھوکری نہ کیا۔ باہر اٹی ڈالی۔
جب اس کے پیٹ کا پانی محل گیا، جب آیا اور اب پھر درد مری،
بیٹھی ہوئی ترمذ اخنوں سے پوچھا تم چھوکری کر کی دو کمر جاؤ۔
وہ پر لیں ہم ترا کہ کاروڈے کے پلا دیں۔ مری پاہے میں

نے بھی آکھا کہ دودھ پلا دیا۔ دد چھوکری مر گئی۔۔۔
اس زمانہ میں چھپ کا سرخ عام تھا۔ اس سوڈی مرخ کا علاق جھکوں
کے پاس تھا ویدوں کے۔ ایک دھرمیاری مژووں کے۔ مژووں کے پاس تھا۔۔۔
ہزاروں لوگ اس کا شکار ہو جاتے۔ کوئی گھر نہ پتھا میں دو ایک سوہنے
نہ ہو جاتیں۔ جو بچ رہتے وہ بچپن ہی میں پر شکل ہو جلتے۔ یہ عام خیال
تھا کہ سیتلادیوی نہ اعضا ہو کر یہ بلا عالم پر چھوڑ دیتی ہے۔ چھپ کو سیتا
یا ماتا کہتے ہیں۔ ہر یاد میں جگہ جگہ سیتلادیوی کے مندر بننے ہم سے تھے جہاں
سیتلادیوی کا کریمہ المفطر اور سبیت ناک بنت رکھا ہوتا۔ اس بنت کی بڑی
امتنام سے پوچا کی جاتی۔ اشعار وہی سعدی کے سلم را بچوت بھی اپنی تھیم
عقیدت کے ساتھ اس کی پوچا کرتے اور گلگھے اور پڑھے پکا نہ گھٹاتے۔
رجھک، پرھلان، بھجو، اندھانہ میں اپنے نہ کسی سیتلادیوی کے مندروں
پر نیکھل گلتے ہیں۔ شاہ محمد وضفان جس نے اس مشکانہ رسم اور جاہلانت
خیال کو سلانوں میں ختم کرنے کے لیے بیٹھے روڑے کا جرا کیا۔ اس
معز کنواری اور کیاں بڑی بڑی بیٹھی روٹھنی روٹھیاں پکائیں اور سحر تھیں

ان روپیوں سے روزہ افطار کرتیں۔ اس طرح آپ نے خیالی سیلاندیوں کی ذات سے مسلم راجپوتوں کی عقیدت کا رخ بدل دیا۔

ہندوؤں کے مختلف الخیال فرقوں میں صرف ایک عقیدہ مشرک ہے اور وہ ہے احترام گاؤ۔ اس زمانہ کے نو مسلم راجپوت کے نزدیک انسانی خون کی کوئی قدرتی حقیقتی کردہ اپنی بیٹیوں کو مار دانا پسند نہ چاہتا تھا کہ فرزن کیے ہوئے تھے مگر کھانے کو ذبح کرتا ان کی مشرکیت میں بھی لگاہ تھا۔ ان کے دماغ سے ہر جا پہنچنے خیال نکالنے کے لیے مزوری تھا کہ کھانے کے گوشت سے ان کی کراہت دور کی جائے۔ اس کے لیے آپ نے بیان میں کے روزے کا اجر ایک بیج روزہ اب تک بیٹنے والے ارجمند کو رکھتے ہیں۔ عوام اس رسم کو روث بروٹ کہتے ہیں۔ اس روز گھانے کے گوشت کے ایک ایک پاؤ کے بوث بیٹنے جاتے ہیں اور انھیں روفنی روپیوں پر کھکھ عنینہ دا قاب میں تسلیم کیا جاتا ہے۔

ہادی ہر شہزادگی کی چنانی ہر بیٹنے رسم خلاں میٹھا روزہ، بی بی مریم کا روزہ، روث بروٹ ایک صدی تک اسی اہتمام اور عقیدت سے متاثر جاتی رہیں جس سے کر آج بیٹنے والے کرنے ہیں۔ اہنہاد زمانے کے لیے

میسا کرچا ہیئے تھا یہ رسوم تو نعمت ہو گئیں مگر انہوں نے لاکھوں انسانوں کو مشرکا نہ رسوم سے بخات دلادی۔

چھالت اور توہم پرستی میں بچوں کی دامن کا ساتھ ہے۔ ہر بیان میں جب کوئی بیمار ہو جاتا تو سمجھ دیا جاتا کہ اسے نظر لگ گئی ہے یا اس پر کسی دشمن نے جادو کر دیا ہے یا اس پر کسی جن یا پر روح کا اثر ہے۔ پہنچنے پہنچنے میں زین خان پھان، فوتا چماری اور ماہوں المخش نے فٹنے فٹنے میں بڑی شہرت پائی کھنچی۔ ان اصلی یا فرضی شخصیتوں کے گرد افساؤں کا ایک طوبار لگ گیا تھا۔ علاقہ کی ایک خورت کو بھی یہ حیرات نہ ہو سکتی تھی کہ وہ سنت سے لفظ "جن" ادا کر دے۔ کبھی جن کا ذکر آ جاتا تر ادھر ادھر دیکھ کر باہر مجبوڑی ناموں میں کہا جاتا تاکہ جن نا راض نہ ہو جائے جب کسی شخص پر جادو یا جن کا اثر فرض کر دیا جاتا تو ان میڈیوں میں سے کسی ایک نعرومند خبیث روح سے استفادہ طلب کی جاتی۔ مبتیں مافی جاتیں۔ اس کا علاج عمليات سے کیا جاتا۔ یہ خصوصیت علاقہ ہر بیان کی نہ تھی بلکہ تمام ہندوستان اس قسم کے جمل میں مبتلا تھا اور ہر جگہ "عامل" کو نظر کنگاہ سے دیکھا جاتا۔ حضرت ہادی ہر بیان ہونے میں اثار نہ کے لیے

کمپی عملیات کا سہارا نہیں لیا۔ اپنے نے اس بارے میں تقریر و تحریر کے ذریعے تعلیمات اسلامی کی ایسے ذہن نشین پیرا ہیں میں اشاعت کی کروں ٹان لوٹا چڑاہی اور ماہرین الحجۃ کا اخون تاریخ ہو گیا۔

مسلموں اور ان کے اخداد کو ہندوؤں سے تیز کرنا مشکل تھا۔ داڑھی ہندو بھی رکھ دی کرتے تھے۔ اپنے نے یہ نہایت ہی مخفید کام کیا کہ مسلم راجپوت اور دوسرے مسلموں کا یا اس بدلوا دیا۔ مودوں نے دھوپی رہبی ہر ٹانی میں لا نکھر کا کہ تھے) چھوڑ کر تھہ بند اقیار کیا اور خاتمن نے گل گرا ترک کے پا جائے۔ ان اور اُنکی مقداد تبدیلیوں کا یہ اثر ہوا کہ معاشرتی لحاظ سے مسلم راجپوت اور دوسرے مسلم اپنی قدیم ہندو برادری سے قطعی مبتلا ہو گئے۔

اب ہم اپنے کی تصنیف عقامہ غشم سے ایک آفتی میں پیش کرتے ہیں جس سے اس عمد کی بیض بڑی دعوم کی نشان دہی ہوتی ہے:

”سوال: بنگل کے کتنے ہیں؟“

جواب: بنگل اُسے کہتے ہیں کہ امر فدا کا میہے ریا، یا موافق صنون کے لامگرے۔ طائفت اسے کہتے ہیں بھی

کوئی ایک ذمہ دست کوڑتا ہوا پڑھے۔ بھی بھوت یا پریت کا اونار اتارے جسے شیخ سد و کا یہوکی یادیں ہوئے کے در سے بکرا یا بکری۔ یا سرور سلطان کے ڈستے کے کوڑا ہی کر دیکا۔ پرانے کو سجدہ کرے یا کوئی کوچھ ہے یا پندر گائے کالی یا گلگا کے ڈستے کے سانپ سے کٹوا دے گا، رت جگا کرے۔ سیتا کے ڈستے خوشاء کا ماریت خانہ میں جا کر پوچھنے لگے تو کفر میں پڑا۔ اور دشمن وہ چیز ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک چیز کو صحابہ یا خوبصورت پیدا کیا اور کوئی نہ پوچھنے لگ جاؤ۔ بھی امّتہ قماشے گنجکا کا اچھا پانی پیدا کیا اور کوئی اسے پوچھنے لگ جادے۔ یا پھر میں آگ نکلنے لگے کوئی دیکی نام رکھ کر کوئی حاجت ناگھے لگے یا سجدہ کرے۔ یا کسی بزرگ کے مزار کا جاہ و جلال دیکھ کر سجدہ کرنے لگے۔ بھی جو طبی بلتے، اس میں ایک طاقت پر کا شرار دیا۔ یا ایک بستہ خلہ نہا کر کسی بزرگ کا نام لے کر زمین کو لیپ دیا یا قفرزیہ نہا کر اس کی طرف معاملہ کر بلکا کرنے لگے۔ یا بیاہ میں پاک پوچھنے یا

کاغذ پر کچھہ اٹھ کی صورت لکھ کر اس کی طرف سجدہ کرنے لگے
یا طواف کرنے لگے۔ یہ سب شرک ہے۔

زبان کو چھوڑ دیئے۔ یہ آپ کے میے نہیں ہے بلکہ اس محمد کے ہر ہزاری
مسلمانوں کے ہیں ہے۔ وہ بولا اعتماد سُکونی علمی بحث نہیں بلکہ یہ تمام
مشترکانہ سُوم و عقائد اس وقت کے مسلمانوں کے تھے۔ یہ برائیاں صرف
کتابوں میں لکھنے سے وہ نہیں ہو گئیں اور مدد در ہو سکتی تھیں۔ کسی ظیم سلطج
کی خصیت ہی عقائد و امثال میں، انقلاب ہے پا کیا کرتی ہے اور ہر ہزار نہیں
یہ کام خدا نے حضرت شاہ گلدار مصانع سے لیا۔ آپ کا کام صرف عقائد کی
تجدد تک مرتاحاً۔ بلکہ آپ نے دفتر کشی اور سیلادیوی پرستی چیزیں گناہ فتنے
انعام سے لاکھوں انسانوں کو بجا یا۔ لوگوں کا پیاس پولوا کر تبدیل کارخ
سر زد یا جبکہ قبائل کی خوئے خارت گری کر شیاعت سے پدل ڈالا اور انہیں
کاشت کارہی اور ملکی دفاعی مدد متوں کی طرف بوجوئ کر کے ان کی اتفاقیات
کو حیران ہیل دیا۔

آپ نہ کچھہ کھا گیا ہے اس سے یہ تاثر دیا جائے کہ ہر ہزار کے
سے حقائق وظیم فرمایاں ایکیں صفات ۳۴۳ د ۳۵۲

تم مسلم راجپوت معمیت میں گرفتار تھے۔ اس زمانے میں بھی ہر قسم کی معاہدتوں
سے بھر پورا ان قبائل میں ایسے ایسے گھرانے بھی تھے جو پرانا اسلامی تنگ
بر کرتے تھے۔ اسی مختصر سے گودہ صاحبین نے حضرت بادی ہر یا نہ کی
اعلامی تحریک کی تائید میں پہل کی اور اسی پاکیازگوئی کی اعانت سے یہ
تحریک پورا ان پڑھ دیکی۔

ہم نے اس باب میں سلم راجپوتوں کا صرف اس لیے ذکر کیا ہے کہ
یہ ہر یا نہ کی آیادی کا جزو و عظم تھے۔ دعاں اور سیمی سیلوں تو ہر یا نہ کی تھیں
جن میں سے بعض میں راجپوتوں سے بھی زیادہ یہ ایساں تھیں ان کی مطلح
احوال بھی تحریک شہید ہمی رہ کا نتیجہ ہے۔ ہر یا نہ کے اکثر دیہات ایسے
تھے جہاں صرف خیر سلسلہ ہی پستہ تھے لیکن ہر گاؤں میں کم از کم ایک ایک
گھر سماں دیسی پستہ دروں کا تھا۔۔۔ ان دو صدی پہلیوں پر مسلمان
کی اجازہ داری تھی۔ یہ صرف تحریک ہمی کی وجہ سے اتنا سی راستہ القیدہ
سماں ہو گئے کہ ان پر قیام پاکستان سک ہندو توہینات اور دہم کا
قطعی اثر نہیں ہوا اور اخیر تک یہ دو اقوام پا قاعدگی سے نداہدا کرنے
میں ادروں کے لیے ایک اچھا نمونہ رہیں۔

شاد محمد رمضانؒ کے حلقوں درہ یشاں میں ایک ممتاز بزرگ بولوی تور محمد
صاحب تھے۔ وطن تو ان کا صلح حصار میں موضع رانیہ تھا جس سخنوں نے
ونع بیکھڑکی سکونت، انتیار کر کی تھی۔ پھر فرم میں بادی ہر یا ہنگی خدمت
میں رہنے لگے۔ ان کے سپرد روایتوں کو پانی پلانے کی خدمت تھی۔
رام پور کے نارنگ، لطفیل میں تھے۔ رہبیلہ اساتذہ کے اثر سے حرارت یا یافی
بہت پیدا ہو گئی تھی۔ جوش عفیدت کا یہ حال تھا کہ اکثر فرمایا کرتے کہ جس
پر حضرت شاد صاحب تھی کی بھیلی کی گرد اڑ کر پڑ جائے وہ جنتی ہو جاتا ہے
اس غلوکار دشمن تھا یا طبائع کا اختلاف کہ یہی بزرگ دم آفری تک
حضرت شاد محمد رمضانؒ کی ان کی شہادت کے بعد بھی اور ان کو مسلمان مانتے
نازیں کھلیں والا علاں کا فرستہ رہے۔

غالب پیدا پیرزادہ مظفر احمد نقشی (۱۸۵۷ء - ۱۹۳۰ء) ایک بہوت
ثہرت کے کثیر المعاشر ہے۔ علامہ اقبالؒ کی شنوی اسرار خودی
ثانی ہوئی جس میں حافظ شیرازی پر بڑی ہی جرأت مندانہ تقدیم تھی۔
اس پر طبقہ صوفیا کی طرف سے اعتراضات ہوئے۔ نقیب الصوفیا ان
کو جائز نقشی نے کھل کر ان اشعار کی مخالفت کی اور فارسی میں شنوی بلاز

حاکم شاد عبد العزیز دہلویؒ

اگر کسی کی مخالفت نہیں ہوئی تو سمجھ دیا جاتے کہ اس نے معافہ میں
کوئی بنیادی تبدیلی نہیں کی۔ یہ بیان ہو چکا ہے کہ حکومت نے بادی ہر یا
حضرت شاد محمد رمضان شید تھیؒ کے والد کی جا گیر ضبط کر لی۔ مسلمانوں
میں اپکی تحریک کی راہ میں نمبردار اور پوجہ صری قسم کا حلقوں رکاث بنا
کیونکہ ہر اسلامی اور صدیقہ حرام تحریک کی زدیں اس طبقہ کا اقتدار ضرور
کرتا ہے۔ ایسی مخالفتوں سے ایک صلح کا جو ہر نظر تھا۔ مگر جو لوگ صلاح
کرنے کے مدھی ہوں اور وہ مخالفت پر اترنا ہیں تو تحریک کی رذار
دھیکی پڑ جاتی ہے۔ الجتنی میں مخالفت کیا ایک روشن پبلو ہی ہے۔ لوگ
زیادہ چنان چھٹک کر تحریک کے مقاصد کو تیوں کرتے ہیں جس سے وہ میرا
ہو جاتی ہے۔ ایسی ایک مخالفت کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

بیخ دی کر لے شائع کیا۔ اس تمام ہنگامہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت
علامہ نے اسرار خودی کے درسرے ایڈیشن میں حافظ شیرازی سے متعلق
اشمار جزو کردیے یہی فضیلی صاحب اب سے ستر سال پہلے موجودی
وزیر محمد صاحب کے ولی رائی میں منتظر تھے۔ پیغمبر کلکٹر بعد میں ہوئے
دیوان انہوں نے موتوی صاحب موصوف کے حقیقی زمانے پیر احمد شاہ
کی وساطت سے موصوف کے قلمی مسودات اور علماء کے قضاۓ دیکھے
حافظ محمد سعید صاحب ساکن رانیہ بطور معاون موتوی صاحب موصوف
کے ہر مرکز میں شریک تھے۔ ان بیرونیں سے حالات دریافت کیے
الہ ہنگاموں میں شریک ہنسے داول کی اولاد کے بیانات لیے اور
کمیکر کے قیام تحریکیں شامل کیں اور پھر نقیب الادیا جلد دم کے
ذریعہ کو مرتبا کی۔ زیادہ تر یہی کتاب اس اختلاف کے بارے میں
ہمارا مانند ہے۔ اس کے بیانات کی تصدیق روقتہ ارضیان سے
ہوتی ہے۔

اس واقعہ کے بعد موتوی صاحب کا تمہیں آنا جاتا کم ہوتا گیا۔
انہوں نے بھی مخلوقوں میں دبی نیابان سے تصور کی خلافت شروع کر دی
اور پھر کھلے بندوں مسئلہ دست دی جو بزرگ غیر اسلامی بتایا۔ اُس شخصیت کا نام
لندیز پڑا ہی جرأۃ مبتداۃ اقسام تھا۔ بزرگ صاحب ایک پچھے موجود تھے
لیکن رہایت ہے کہ ان کے پاس ایک بھی نہیں تھی جس کے ددد پر ایک حد
لکھان کی لگندا وفات تھی۔ وہ بیمار ہو گئی اور دودھ دینا بند کر دیا۔
ان کی زوجہ نے کہا اب کیا ہے کا بھیں تو ددد نہیں دیتی۔ یہ جو شش
ایلانی تھا اپنے فوراً اس بھیں کو ذبح کر دیا اور زدہ سے کھا لے
تھے۔ یہی بزرگ تھے جو عالم کے سربراہ اور وہ حضرات کا ایک دفعتے

بزرگ اور محمد صاحب پھر ضلع حصار میں خدمت اسلام کر رہے
تھے۔ یہی بزرگ تھے جو عالم کے سربراہ اور وہ حضرات کا ایک دفعتے

نیکل اور بیل باغ بھی حضرت ہادی ہر بیان کی متعدد تصانیف میں سے
وہیں۔ آپ کی ایک اور تصانیف آخرگرت کے بارے میں کہا ہے
فریل دا لے آخرگرت کب ہو رکاب بنائی
اس وچہ کلے کفر الائس سنتو مون بھائی
حضرت شاہ غلام جیلانی صدیقی الرہنگی ۱۸۵۰ء - ۱۸۲۰ء حضرت
شاہ محمد رمضانی کے رشته دار ادھری قمیں میں سے تھے۔ یہ بھی کثیر المعاافیت
بزرگ تھے۔ ان کی تصانیف "الہمار اخداد راجب مکن" کے متعلق کہا ہے
ہو رہنگ دالا غیر شرع جس نام غلام جیلانی
اوہ بیل والا طالب اسدا فتحہ ہکتا تانی
الہمار خفا در واجب مکن نام رسالے اسدا
جس تے نازل تھا، لی کفوں حصہ تسد
مولوی صاحب اس سے بھی کچھ آگے بڑھے اور نام سے کہ مولانا
زبید الدین عطاء[ؒ]، مولانا میلال الدین روی[ؒ]، مولانا عید الرحمن جامی[ؒ]
اور رحیم الدین محمد ابریں العرنی[ؒ] کو کافر کہتے رہے۔ ایک علمی میں ان کا اس
قدر اثر ہو گی تھا کہ سورتیں اپنے تھاپتی جاتیں اور کہتی جاتیں ردعی کافر

مانافت پھرگئی تو وہ یا تین بھی ہونے لگیں جو اس کا اکثر حالات میں
قدار تی تھے ہیں میں مولوی صاحب موصوف نے حضرت شاہ محمد رمضانی کے
وہ پاتیں منوب کرنا مشروع کر دیں جن سے شاہ محمد رمضانی کا کوئی تعلق
ہیں تھا۔ ایک روز گاؤں کے کچھ لوگ آپ سے حضرت ہادی ہر بیان
کی خیریت پر بچھتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہ تو ہر شے کو خدا مانتے ہیں
وہ کافر ہیں۔ ان کے باہم کا ذمہ حرام ہے۔ ان کے بیچھے نماز پڑھنا
ادم ان کے سلام کا بھاپ دیتا جائے ہے۔

اب عقیدت میں غلوکی جگہ مخالفت کی ثابت نے سے نی، حضرت
ہادی ہر بیان کی طرح آپ نے بھی قلم کو وسیلہ اطمینان تباہی اور حضرت جمیع
کی کتاب بیل باغ بھی کے مقابلہ پر اپنی کتاب شہبانہ شریعت کے لیے، شہاد
کہنا مشروع ہے۔ بیل کے مقابلہ پر شہاد لکھتا کہتا کہتے سے شدت چذبات
اوہ دم خم کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ شہبانہ شریعت بعد میں کہی مرتبہ شائع
ہو گئی ہے۔ اندازی ہے ۷

شہبانہ رسالہ شریعت دالا دھا سے پیا درج ڈھاران
سو بیل بیل ماری چڑیاں لکھہ ہستہ اس!

جاتی کافر، ابھی کافر ہیں۔ حالانکہ انہیں سورتوں کو حضرت مادی ہر بیان و جز
دنترکشی کی عدالت سے بچایا تھا۔

حضرت شاہ محمد رمضانؒ کثیر المصالحیف برگزتھا اور بسیار گوشام
بھی۔ آپ کے وعظ و نظین کی حوصلہ کم و بلیش ہر روز لکھ کر قیامتی۔ آپ نے
نظم دنیزیں نور مولوی محمد بنیش ستامی کو منظوظ کیے آمادہ

یا نور مولوی محمد بنیش ستامی ایک عالم یا عمل تھے اور حضرت شاہ فیض الدین
دہلویؒ کے حلقو درس کے سند یافتہ تھے۔ معقول و منقول میں ہادت نہ
بنیت کے علاوہ قوت گویا تھیں ان کی شهرت دُور دُور تک پھی۔

فتح آباد موجودہ ضلع حصار کی ایک تفصیل کا صدر مقام ہے۔ اس کی فضیل
کے باہر ایک باغ میں اس مناخ کا انتظام ہوتا۔ فقط مناظر سے طبیعت
دہی کے ایسا پر آپ نے اپنے معتقدین کو پر اس رہنمائی کی تبلیغیں کی۔ آپ کے

متقدیں یہ ہزاروں جوان بھی تھے جو کرنل الگز انڈر کے رسالہ مقیم
ہائی میں تھے۔ ان کو مشتعل پاک کر کا تذمیر کا فیرستے حاکم ضلع سے متعدد
کیا اور اسکے خیملہ کا دار و مدار مناظر پر قرار پایا۔ آپ نے زیارت
کر میں اس سیئے خاروش ہر کو اس دقيقی علمی سناہ درست و یود کا تعلق عدا

سے نہیں۔ باں اگر خود نور مولوی صاحب تبادلہ خیال کرتا چاہیں تو انہیں ان
کی تکشی کرنے پر آمادہ ہوں۔

علم و فضل کا اتنا تعاون تھا کہ مولوی نور محمد صاحب بالٹا ذکر کرے

لیے اپنے آپ کو آمادہ نہ پانتے تھے۔ انہوں نے مولوی احمدی مکنہ نام

بے رجوع کیا جو دہلی میں رہتے تھے اور مولوی کلیم امش صاحب سے بیت

تھے۔ انہوں نے اپنے بھتیجے مولوی محمد بنیش ستامی کو منظوظ کیے آمادہ

یا نور مولوی محمد بنیش ستامی ایک عالم یا عمل تھے اور حضرت شاہ فیض الدین

دہلویؒ کے حلقو درس کے سند یافتہ تھے۔ معقول و منقول میں ہادت نہ

بنیت کے علاوہ قوت گویا تھیں ان کی شهرت دُور دُور تک پھی۔

فتح آباد موجودہ ضلع حصار کی ایک تفصیل کا صدر مقام ہے۔ اس کی فضیل

کے باہر ایک باغ میں اس مناخ کا انتظام ہوتا۔ فقط مناظر سے طبیعت

دہی کے ایسا پر آپ نے اپنے معتقدین کو پر اس رہنمائی کی تبلیغیں کی۔ آپ کے

متقدیں یہ ہزاروں جوان بھی تھے جو کرنل الگز انڈر کے رسالہ مقیم

ہائی میں تھے۔ ان کو مشتعل پاک کر کا تذمیر کا فیرستے حاکم ضلع سے متعدد

کیا اور اسکے خیملہ کا دار و مدار مناظر پر قرار پایا۔ آپ نے زیارت

کر میں اس سیئے خاروش ہر کو اس دقيقی علمی سناہ درست و یود کا تعلق عدا

سے نہیں۔ باں اگر خود نور مولوی صاحب تبادلہ خیال کرتا چاہیں تو انہیں ان

منیت تھے۔

مناظر کی بنیاد وہ تین سوام قرار پائے جو مولوی محمد بنیش صاحب

لے لیئے ہے

پار ہونے کے 'اس سطہ قرآن و سنت'، اجماع و تفاسیس کے تھوڑی سے
کثی بناںی عقليات کا نسل کے اینٹ پتھروں سے اُسے سنگین کی۔
اصول و عقائد کا اس ہی لگر دالا۔ اپنے تحریکو ملاح بنایا اور منطق کے یادیاں
سے اپنے بیان کے سند میں اس کو جلا نا شروع کیا..... مولوی محمد بخش
کی تقریر شروع ہوتے ہی شاہ محمد رضا خان اپنے سپورڈ مال قابل کمپنی
کسی پر مراقب ہو یہی ہے تھے اور بہت خود سے مولوی محمد بخش کی تقریر نہ
تھے۔ جب مولوی صاحب اپنے دعوے کے اثبات میں براہین دجھتی میں
کسکے، اپنی تقریر ختم گرتے آپ راقیہ سے مراثا کر حضرت افاظ میں ایسا جواب
شافع دیتے کہ مولوی محمد بخش کے دلائل کی عمارت بنا بنا بیان دے گر پڑتی۔
..... ثقافت سے روایت ہے کہ یہ مناظرہ اسی طور پا لیں رہنے تو اسے
رہا۔ چاشندہ کے بعد سے شروع ہوتا اور نظر کے وقت تک رہتا تھا۔
اس اخمام و غفیم کو منا جوہ کہنا پچھہ زیادتی ہے۔ اس موقع پر حضرت
شاہ محمد رضا خان اور مولوی محمد بخش صاحب نامی کی سیرتوں کے لحیں ایسے
پہلو نیاں ہوئے ہیں کی مثلیں ہماری نظر سے تو گزری نہیں۔ ایک موقع
نے نقیب الاولیا راجع ۲ دفتر دوم ص ۹۴، ۹۵

(۱) وحدت و وجود اور قابلان وحدت وجود کی نسبت آپ کا کیا عقیدہ
ہے؟
(۲) وجود مطلق کی بابت کیا کہہ سکتے ہیں؟
(۳) ابیات بیبل باغ بی بی جن کو مولوی تور محمد صاحب کلمات کفر قرار
دیتے ہیں۔ ان کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں؟
آپ نے جواب دیا:
(۴) وحدت و وجود میں مقام دیں رہا ہے میں قابلان وحدت وجود
کو مسلمان مانتا ہوں۔
(۵) وجود مطلق کو میں حقیقت الحقاائق جانتا ہوں۔
(۶) ابیات بیبل باغ بی بی لفظ و معنا شریعت کے مطابق ہیں۔
صاحب نقیب الاولیا لکھتے ہیں:
”یہ سُن کر مولوی محمد بخش کا دریائے تقریر جوش میں آیا۔
..... تقدیم کیا تھی گریبا ایک میاں بہ المذاہم عقلا جس سے جہاں علم کے
کناروں کو گھیر لی تھا۔ مولوی صاحب نے مناظرہ کے وحدت مہک سے

اُن کے پیچے ناز پڑھنے سے پہنچ رکتا، اُن کے ساتھ منکوت کا مسئلہ جادی کرنے سے منع کرنا اوسان کے ہاتھوں کافی تھا کہ کھانا ہرگز جائز نہیں۔

اس اعلان کا مولوی نور محمد صاحب پر یہ اخیر ہوا کہ اخنوں نے مولیٰ محمد بخش صاحب سے کہا کہ آپ شاہ محمد رمضان سے مل گئے ہیں۔ جب حضرت ہادی ہر بارہ نو رکو اس عمل کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مولیٰ نور محمد صاحب نو دا کریں گے مولوی صاحب موصوف خود گفتگو پر آمادہ نہ ہوئے اور حافظ مصری صاحب کو اپنا ثاثت مقرر کیا۔ حافظ مصری ایک بزرگ مشہور کرازج بالعلم درویش نقشبندیہ محدث یہ خاندان میں بیعت لئے اور نقشبندی بزرگ وحدت شہود کے تابع ہیں۔

حافظ صاحب نے اسی خبر میں بیٹھ کر طرفین کے دعوے پر سے لگدیے اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح کی خدمت میں فیصلہ کی غرض سے بیچ دیے۔ حضرت شاہ صاحب رہلوی رحمنے حافظ مصری اور طرفین کو ہمی طلب کر کے احترامات اوسان کے جوابات سن کر تحریری فیصلہ صادر فرمایا۔ اس فیصلہ کی ایک نقل ہمارے پاس ہے۔ یہ فیصلہ فقط بمعنی وفت، رسوان اور نقیب الادیا مدد و مفرز دوم میں شائع

پر حضرت شاہ صاحبؒ نے ایک کتاب کا حوالہ و سمت نہیں دیا۔ مولوی نور محمد بخش کو نہ پکڑ سکے۔ حضرت ہادی پر پاشہ حضرت گھر ہا کردیکھا تو دجالت نہ تھا۔ اگلے روز جاتے رہی پسکے اپنی غلطی کا احتراست کیا۔ اس اہزاد کو مولوی نور محمد صاحب کے ایک ہم خیال نہیں اس طرح پیش کیا۔ مانظہ عبلان صاحب ساکن یا یک شخص نقل کیا کہ مولوی محمد رضقان مرحوم ساکن اور مولوی محمد بخش صاحب مرحوم ساکن ستام میں ایک منسلکے میں منتظر تھا۔ دوسرے دن مولوی محمد رضقان صاحب نے اس بیچ میں آتی ہی فرمایا کہ لوگوں جیسا میں کل ہم گفتگو کر رہے تھے رات محمد کو، س میں اپنی خطاطا پر تو گئے۔ نقیب الادیا میں مولوی محمد بخش صاحب ستائی کے صحیح فرمائے مولوی عبدالعزیز ساکن بیٹھا دردیگر سمر دگوں کی زبانی میں روایت نقل بردن ہے کہ پاہیوں روز بیکث ختم ہوئی۔ مولوی محمد بخش صاحب ستائی نے خیسے باہر نکل کر اعلان کیا کہ قابلان تو حید و حودی مسلمان ہیں، ان کو کافر کرنا اور سے شیخ عبدالحق، تخفیت اللہ خداون صفحہ، مطبوعہ ۱۹۰۲ء مطبوع فاروقی دلی۔ رتبہ کا دو مری اسے کہ یہ کتاب مولانا نظیر صدیق محدث رح کی تحریر دو کرتا۔ دوسرے کریمہ کی بھی ہے۔

ہو چکا ہے۔ مشہور عالم مولوی شتاق احمد صاحب نبی یصوی مر جم نے اس فیصلہ کے عربی ترجمہ کی ایک رسالہ میں شرح کی تھی جو ۱۲۳۲ھ میں نقیب الاولیا جلد دوم و فتح دوم کے ساتھ تحریز مظفریہ کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ حافظ افوار اللہ مر جم نے حیدر آباد دکن سے یہ رسالہ "فیصلہ شاہ صاحب دہلوی" نے نام سے شائع کیا تھا۔

یہ فیصلہ اس یہے تاریخی ہے کہ اس سے حضرت شاہ حیدر العزیز دہلوی کے وحدت وجود کے بارے میں خیالات کا علم ہوتا ہے۔ اس باب میں ہم نے اب تک یادی ناخواستہ جو کچھ بھی لکھا ہے وہ عطف اس یہے کہ اس فیصلہ کا پیر منظر سائے آ جائے۔ ہم یہ فیصلہ لفظی ملکظی یا ان نقش کرنے تھے ہیں:

محاکم شاہ عبد العزیز محمدث دہلوی

"بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ ذکریست دریان آنکہ حاضر آمد شاہ محمد رضا ان این شاہ عبد الشفیعیم ابن مولوی شاہ عبد الحکیم صدیقی بخیر اسم فسب خود بر شریعت غراء و ملتہ بینا، نزد قائم الشریع عبد العزیز بن تاریخ بست دچارم ذیقععد ۱۲۳۵ھ و حاضر آورد

میاں مولوی نور محمد این ملا..... را کہ قوم چوپا است۔ آئیں نیز
با سرم و انسیب خود بود تباریخ بست و نہم شہر نہ کو۔ و دعاوی طرفین
بدستخط حافظ مصری کہ حکم خود مقرر کردہ بودند قبل ازیں نشان
و سخنخط ہر دو صاحبان یہاں ثبت بود۔

وقول محمد رضا ان این ست کہ اہل اللہ دربارہ وحدت
و جو در بر حیت ہستند و نیز قائلین و حدت و وجود و عقیدہ من
مظلوم تیز وحدت وجود رو است در نفس الامر فقط۔ و دعوی
و دیگر ابیات بیبل باخ نبی موافق ترجیم من رو است۔ ہمیں معنی
دارند کہ تو شہ ام۔ و قول دیگر آنکہ وجود مطلق حقیقت الحکایت
است۔ انتی۔

و قول نور محمد آنست کہ عقیدہ وحدت وجود و شریعت
غرا در انبیت و قائلین وحدت وجود در شریعت خیر مقبول
ہستند۔ فقط۔ و دیگر آنکہ ابیات بیبل باخ تیز در شریعت
کفر ہستند۔ فقط۔ و دیگر آنکہ یک وجود مطلق حقیقت الحکایت
نیست بلکہ حقائق اخیار مختلف ہستند۔ انتی۔ تمد عروہما۔

نیز بردود صاحبان بیوانی دعاوی مسطوره زبانی اقرار آنمار کردند
من بعد آن شاه محمد رفیع عقیده خود را فوت اهل سنت و الحجاعت
بنکلین آنمار کرده و گفت که پرچم در تصیره امامی است یعنی عقول
دایم در میان خود را هم ترجیح اور در هندی نظم نموده آموختم و
تاکید نمود که یعنی عقیده باشند علی الدوام و نیز بر طریق ادیان
الحمد را منقاد مطعم و هر حالت او شان را معتبر فرمد ای دار و ارم
که بر کات ادشان علیهم الرحمه والغفاری استفاده بفیضان ، الى
شوم .— پس ای خادم الشرع را معلوم گشت که شاه محمد رفیع
را عقیده جانش است که خسل بر عقاید سنت و حاشیت بنکلین و
بر عصطلحات صوفیه صفاتی مجتهدین اهل اللہ — و میان تو روح
را عقیده بر شریعت خاکه راست و انکار بر کمال اهل اللہ دحالا
و اصطلاحات آنها نیز نکرو خمیده است که ادشان بزرگواران
از جاده شریعت پاییز و نهاده . سعادت اللہ — نیز اندک که ادشان
منصفت با رساندن سزا لعن گشته اند . لبذا امیان تو روح را از
عقیده فاسد بپرول کرده شد تا در محکم غصیب الی نیز بجز

که سعفی اولیاء اللہ عیض خدا و رسول است . به بیان کردن
مراتب اولیاء که حضرت سید المرسلین فرموده علیهم السلام
حکایتیا و میتوان اشاره ایشان و تیز العلماء و رئیسه الانبیاء
والذین ادتو العلم در جست و نیز بایات و احادیث دلاله
بر اثبات وحدت وجود برند میتوانیم متفقین صوفیه و هر خصوص اهل ائمه
و انجامات جا اهدروا فشا هدرا قالوا ان امداد سیحانه و اهد
بسیط انبیط علیه هیلکل الموجودات بمعنیت الذاتیة
و دیمتان ذالک اینجرا ظهوره فی صورۃ الامواج المتکرة
مع انه ليس هناك إلا حقيقة البحر فایجاً بالحق عبارة
عن ظهور الحقيقة المطلقة بالصور المختلفة المتعلقة
المشاهدة قائل اللہ تعالیٰ امّن نور السموات والأرض
وهو الذي في السماء اللہ وفي الأرض إله و قال اللہ
تعالیٰ آیتہما تَوَلُّوْا فَلَمَّا دَجَّهُ الْمَهَنَّدُ قَالَ اللَّهُ قَلَّا
جَعْدُتُ نَمْ تَطْعِمُنِي .- الحدیث .
و قال في جامع الاصول في آخر حروف الصاد

في الكتاب العاشر في الصفات - من أبي هريرة رضي الله تعالى عنه سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ هذه الآية إن الله يا مُرْ كم أَنْ تَوَدُوا الامانات إلى أهليها إلى قوله تعالى إن الله كان سميعاً بصيراً - فلما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم يصفعه أياها ماء ذئبه والستي يلقيها على عينيه -

أخرجه أبو داود

وفي إشارة إلى أنه السميع بالاذن وال بصير بالعين في تحليمه الغالب خذوات المكبات وصفاتهم وأفعالهم عارية وهو سبحانه يسمع بسمعه الذاتي ويبيح ببصره الذاتي في مرتبة الاراده حيث استهان عن كتاب معيار المؤمنين -

و ديرج آياتهم فوارده شد حذفها

(١) ستر لهم آياتنا في الآيات وفي الغير لهم حتى يتبيّن لهم أشياء الحق أو لم يكُنْ يرى تلك الأشياء على حُلُنْ شيئاً

٤٢) أَلَا إِنَّهُمْ فِي مُرَبَّعٍ مِّنْ لِقَاءِ رَبِّهِمْ أَلَا إِنَّهُمْ عَلَى
شيءٍ مُّحِيطٌ

٤٣) وَمَا رَأَيْتَ أَذْرَمِيتَ وَإِنْ كَنَّ أَهْلَهُ رَبِّي

٤٤) وَإِنَّ الَّذِينَ يُمَايِلُونَكَ إِنْهَا يُمَايِلُونَ أَهْلَهُمْ

أَهْلَهُ فَوْقَ أَمْرِيْهِمْ

وَدِيرج أحاديث لو انكم ولبكم بحسب على الآراء

السفلى بهم بطيء على الله - ايس بره دلالت ميكنديه اشتات

وحديث وجود وحقيقة الحقائق كمتطلبه ، هل تغافل عن معرفة ابراهيم

، يشان اهل الله كامل در خرايج داكل الایمان انه

چنانچه امام غرامي رحمه الله عليه مدحه يحيى محدث اورده

وصاحب بلطفه وملطفه ببر نوشته : اعلم ان التحيين على ارجيم

مرانب الاولى ان يقول لا الله الا الله بالمساند وقلبه

غافل عنده او منكر له كتحريم اصحاب دال الثانية ان

يصلحون بمعنى القبول تلبية كما يصدق لعموم المسلمين وهو

و دیگر از تائب پلیبل باخ بجی بیش ابیات او را که نور محمد محل برکفر کرده
محض فنا و خطا کرده که ترجیح ادشان درست است. اما بخش
از آنها مشایسته می‌باشد بخوبی جلال الدین ردمی و تخفه
بروی جانی و کتاب فخر الین عراقی داردند.

پس میان نور محمد تائب شده و قصور فصیح خود نیز نسبیت
نادر برآمده تا بعدین خود و دیگر بمجیع مسلمین نکارش آن نیزه برده
بسیار آنکه هر یک سلام بر سلامی خود باشد و یک دیگر را کنیه و بدگونه
ذخراز پس یک دیگر خواهد. اگر بروی نور محمد بر قریۃ الشفیع علی الدوام
باندرست و الا اگر باز نکار اهل اتفاق و میتواند بطریق وجودی باشند یا
شودی و دیگر درم سلام را تکنیفیت و تدبیل و جواب سلام نماید
و ابیت المعزیز و مدد که هر سلام را کافر گرید کنیت تعریف است.
ورقاوی عالمگیری: من قَدَّمْتُ مُسْلِمًا بِيَا فَاصْ
و هو ليس بفارق اد ابن كافر او نعوانی الى
ان عزز قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ثلاث في اصل الایمان ، الكف عن من قال لا

اعتقاد والثالثة ان يشاهدها لذك سطريق الاكتشاف
 بواسطه نور الحق وهو مقام امقربيه واهوات
يرسم اثبات حثیثه سک، بر اهادناره من الوحدة
والبراءة رکزی في الموجود الواحدة و هو
متاحداً بالصلة يقین.

پس بروی نور محمد چون ایں کلام بجی است و زیارت
شکر و خلوات او هم جنیه بخاری یعنی قیل و قال و به شه
قریۃ الشفیع کرد و در محنت نجس عوام و خواص از علماء گرام و
فقیه استادان اتفکار آدمدان بر برگان اهل اندیشه
و مجدهم از شخصیت ایشان که بسب شناخت اذلی است و نیز
استغفار اشناخت اقرب ایسی بخانه، از دل و جمال اقرار و اعزام
نمود که ادشان اولیاء انشان اند و حساب کر است اند و دیگر
آنچه در حق معتقدین، آن اند اشناخت اگفت بیدم و نماز و نوزه
و حماقت و نیز جو نخل و سلام و حباب هفظ و دیگر نور
شرمنی تا بانفس بی درست پنداشتی بیدم، توبه کردم.

طلیقیت الحنائی ہے کہ ترمذی ہر چیز خدا ہے کو کہ کف کا ذائقہ ملادی
مزدود اسلام نہیں۔ اس امر میں حضرت یادی ہر یادو ہے کے شامد و تعلیمات
کام اگلے باب کے اخیر میں ذکر کریں گے۔ یہاں آپ کی ایسی تصنیفت
قیامت عظیم سے ایک اقتیاس پیش کرتے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ
یہ کام مخالفت برائے مخالفت کا پیدا کردہ دھماکا:

”سئلہ: اور بعض کہتے ہیں کہ یہ تمام عالم ذات نہاد کی ہے یا غیر
کی ہے۔ تو کافر ہوا۔ کیونکہ غذا کی ذات یہی عیب اور یہ لفظان
اور یہی زوال ہے اور وہ چیزوں (یعنی حیب، لفظان اور
زوال۔ ناتل) اددمی اور سب خلق میں موجود ہیں۔“

لیکن اس ایک مخالفت سے مولوی نور محمد صاحب کے تمام کام
پر پانی نہیں پھر جاتا۔ اس محترم شخصیت نے ضلع حصار کی تحصیل فتح آباد
میں لوگوں کو عامل شرع بنانے کے لیے بڑا ہی قابل قدر کام کیا۔ ایک
لماں سے ان کے کام کو بھی حضرت شاہ محمد رضا خان کی تحریک کا نتیجہ
بھنا چاہئیے۔ اس تحریک نے لوگوں کو اصلاحی کام کی مزدورت

۷ فخر المطابق ایڈیشن ص ۱۶

إِنَّمَا الْأَنْدَهُ مَا تَكْفُرُ بِهِ مِنْ
الْإِسْلَامِ بِعِدْلٍ إِلَيْهِ أَخْرَهُ - رَوَاهُ ابْرَادُونَ
كَتَبَ حَكَمًا مَرْجِيًّا بِتَارِيخِ هِنْدُمَّ ذِي الْحِجَّةِ ۱۲۳۵ هـ

عبدالله بن امدة

عبد العزیز الورا الترحم

شان مرشد عبد العزیز دہلوی

یہ فصل ۱۵، تحریر ۸۲ء کا ہے۔ اس سے کچھ حصہ کے لیے مخالفت کی
آنہ صیال پڑنا ہندہ ہیں۔ مگر کچھ عرصہ بعد اچانک پھر مخالفت مژوہج روگی
اس بارہوی صحابہ موصوف نے اپنی تکفیر کی فرمست بیس حضرات روہی،
جاہی اور جمیع کے ساتھ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی؟ کو محیٰ شاہ
کر دیا۔

مسئلہ وحدت و تجدید ایک اخلاقی مسئلہ ہے مگر بہر کیفیت ایک مسئلہ
ہے جس کے انکار یا اقرار کو اس ایمان قرار نہیں دیا جا سکتا یہ وجود
سے روشنہ الرشوان ص ۹۸، نسب الاد دیا ۱۷

خوس کرائی اور مولوی نور محمد صاحب نے تو تربیت ہی حضرت شاد صاحب
ہمیز کے حلقة درویشان میں پائی تھی۔

۷

تصانیف

ہادی ہر یادِ حضرت شاہ محمد رضا خان شید عالمی رح کی بیشتر تصانیف اور وہ
کی ایک شاخ ہر یادِ نیبان ہیں جس کی میثاق سے ہر یادِ کاظمی
املاعِ کرنال و دہلی و رہنگ، جنوبی مشرقی گوشہ علاقہ قبیلہ، مشرقی علاقہ
ملحق حصادر پر نیز ریاست ہمارے نایب و جنیز کے متفرق علاقوں پر جو رہنگ حصادر
کے مابین ہے کیا جاسکتا ہے جس کی حدود اور بعد حسب ذیل ہیں:
”مشرق میں حد تاصل دریائے جنما ہے جو اسے بالائی در آب
سے منسلک کرتا ہے۔ شمال میں صلح انبار۔ جنوب میں صلح گراگاڑی
مغرب میں ریاست پنجاب اور جنوب میں صلح حصادر۔ اس رقبہ
میں وہ حصہ یونصیل کرنال و دہلی پر مشتمل ہے اور جنک کے مشرقی
کنارے پر واقع ہے کھا در کھلاتا ہے اور وہ علاقہ جو ریاست

نہ ترین صفت ہیں اور اس زبان میں آپ نے ہر دو مرتبے احتفاظ سے زیادہ لکھا ہے۔ آپ نے اس زبان کو ترقی دے کر اس مدد کی اردو کے تربیت لانے میں گہر انقدر خدمات انجام دیں۔

وضوح کے اعتبار سے دیکھا جائے تو آپ کی تحریروں میں تنقیٰ مباحثہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جو کچھ لکھا وہ لوگوں کی شب و روز کی عملی زندگی سے متعلق تھا یا صرف بنیادی عقائد کی درستی کے لیے تھا۔ اس طرح آپ نے اختلافی یا نظریاتی مناقشوں سے اپنے آپ کو دور رکھنے کی روشنی کی۔ اس کے باوجود ایک آدھہ مرتبہ آپ کو خیر متعلق بحثوں میں الجھانے کی کوشش کی گئی۔ ایک فاضل اجل کے لیے بوقلم کادھنی بھی ہو، لکھنا مشکل ہے کہ وہ اظہار ذات کی خاطرات اپنے علم کی نمائش نہ کرے؟ اور ہمیشہ عوام کی ذہنی سطح پر آکر کام کرے۔

آپ نے علاقہ ہریانہ کے مسلمانوں کے عقائد و اعمال، ان کی اتفاقیہ مالک اور ان کے طریق بودمانہ میں جو اقلاب پر پا کیا تھا اس کی ایک یہ وجہ تھی کہ آپ نے تمام دنیا کے مسلمانوں کی اصلاح کا بیڑا نہیں اٹھایا بلکہ اپنے کام کو ہریانہ اور راجستان تک محدود رکھا۔

پنجاب میں نہرو اتنا سے شروع ہو گئے جو یہ میں جیسے نظامت ضلع رہنمک اور نصفت مشرقی لفظ است دادری ریاست جیں اور نصفت شمالی ہجتہ ریاست نایکہ واقع مغرب ریوالی، پانگڑو کے نام سے ہو سوم ہے۔ اس تمام علاقہ لیجنی ہریانہ، کھاد رادر پانگڑو میں ایک ہی زبان بادی قائم برقراری جاتی ہے میکن جنزاً بیانیٰ پناپرا اس کے دونام ہو گئے ہیں لیکن ہریانہ میں ہریانی نام پر زندگی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیسراہی اور دیسوائی بھی کہتے ہیں۔ اس دیسیع علاقہ کی آبادی کا کم دیش پہاڑتہ، ۱۹۳۱ء میں بحثت ارک پاکستان آگیا۔ یہاں یونیورسیٹ یوں جاتی ہے اس کی خصوصیات کی تفصیل معلوم ہونے کے بعد ہی حضرت بادی ہریانہ رج کی تصانیف کی ادبی خوبیوں کا اندازہ ہو سکتا ہے میکن اس کے لیے ایک جداگانہ تصنیف درکار ہے اور ہمارا ارادہ آپ کی تصانیف پر تصریح کرنا ہے۔ ہم صرف تعارف پر اکتفا کریں گے۔ یہاں اس تقدیر بتا دینا کافی ہے کہ آپ ہریانی زبان کے حافظ گھوڈ شیر اتنی مصنفوں اردو کی ایک شاخ ہریانی مطبوعہ دشمن کا یہ میگزیں لاہور نومبر ۱۹۳۱ء

کا ترقی سمجھا جا رہا ہے کہ اس میں سے چونچن کر عربی و فارسی الفاظ تخلی
کر ان کی جگہ ایسے الفاظ لائے جائیں جو مردم پہلے متوجہ ہو چکے تھے۔
ایسے حالات میں آپ کے کلام کی دلیوانگری رسم اخراجیں اشاعت سے
پہلے معینہ نہیں تھیں۔ شاہ محمد رضفانؒ کے بہت سے شعریں بہندی
میں ہیں اور بہت سے پاکیزہ شعرا یہیں بھی ہیں جو صرف سلمانوں کے لیے
ہی نہیں ہیں بلکہ غیر مسلموں کی اصلاح کے خیال سے کئے گئے تھے۔ بہندی
سلمانوں کی فخریں نسلوں کے لیے یہ دینی طریقہ پڑا ہی مقدمہ ہو گا۔
ہمیں آپ کی مندرجہ ذیل تصانیف کا علم ہو سکا ہے:

(۱) عقائد عظیم

(۲) آفرگت

(۳) مبیل باغ نی

(۴) تبلیغی

(۵) تصدیقہ امامی: اس نام کے عربی تصدیقہ کا ہریانی میں تجویز
و تحریج -

(۶) وصیت نامہ

ہریانی زبان میں آپ کی تصانیف آپ کی حیات ہی میں قبولیت میں
کا درجہ پائی گئی تھیں۔ آپ کی شہادت کے بازیں سال ۱۷۰۰ میں نصیحت نصیب الاولیاء
لکھتے ہیں:

«آپ کی تصانیف کی قبولیت عام یہ یلاسیل الغن حوال ہے کہ
سیوات، ہریانہ، سوت، فواحِ دری غرضِ ملک کے ہر حصہ میں
کوئی گھر خالی نہیں جہاں عقاید عظیم آفرگت مبیل باغ نی بوجہ
نم ہوں اگر کسی گھر میں کوئی فرد بشر کوئی ید علت یا شریعت
کے خلاف کام کرتا ہے تو گھر ہی والوں میں کے کتابوں کا حسیب
حال موقع کوئی شعر پڑھ کر سنادیتا ہے۔»

ان کتابوں نے تحریک کو دیر پابنا دیا۔ مگر ان کی زبان کی وجہ سے
آپ کی شہرت متذکرہ علاقہ تک محدود رہی۔ گذشتہ ڈیڑھ دو صدی میں
ہریانی زبان اس قدر تبدیل ہو گئی ہے کہ اب ہریانی زبان بولنے والے
پاکستانی بھی آپ کی تصانیف کے حد نظر کو کما حقہ تھیں سمجھے سکتے۔ لہٰۃ
علاقہ ہریانہ میں اب دلیوانگری رسم، الخط، ختن، ختیر کیا جا چکا ہے اور اسے زبان
نصیب الاولیاء ۲ دفتر ۲ ص ۱۸

سلوک میں شائع ہو چکا ہے۔

(۱) عقائدِ عظیم : عقائد کے بارے میں ایک نہایت ہی مفید کتاب ہے۔ اس کے مطابق مسلم ہوتا ہے کہ مصنف علیہ الرحمہ صوفی کم اور رفتہ و مصلح زیاد ہے۔ ان کے نزدیک سب سی پہنچ اتباع شریعت تھیں۔ اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ جناب یونیورسٹی کی لائبریری کے ٹھوٹ مپیززادہ کے نمبر ۱۶۸۳ پر ہے جس کی کتابت مولیٰ سرپاشہ کے چھوٹے بھائی کے پوتے ہبیر نخل الدین مرحوم نے ۱۹۰۰ء میں کی۔ کاتب خالہ ہبیر پیززادہ مولوی محمد حسین عارف مرحوم میں شائع ہو چکا ہے۔ اسی کے بارے مکالم تھیں۔ متذکرہ محمد علی اسے پہنچا جناب رسم (۱۸۸۳ء) کی آئی اسی کے بارے مکالم تھیں۔ جن سے ہم ابھی آپ کا تعارف کا شیش گے۔ ساتواں رسالہ "ادب چھوکرہ" شائع ہو چکا ہے۔ ہر یا نی تظمین بخوبی کو نصلح پر ختم ہے۔ آئندھی کا رسالہ ہے۔ ہمارے پاس ملی تھا باقی پانچ کتابوں کے نام و نبذة ارشادوں سے نقل کیے گئے ہیں۔ ان میں سے بڑھی بیانیں ایک نسخیم اور مفید کتاب بتائی جاتی ہے۔ آپ کے تقدیم میں سے کسی کے پاس نہ ہو گی۔ علاوہ ازیں آپ کے کے ہوئے نظم شعر بندر گول کی شان میں دو فارسی افسانہ جو اگر اسے پاس ہیں اور آپ کا ایک فارسی مکتوب اپنے مرشد حضرت شاہ غلام جیلانی (ح) کے نام نازن پریں رستک میں طبع کرایا۔ یہ ایڈیشن ۱۸۷۳ء میں صفحات پر مشتمل ہے۔ ہمارے

(۱۲) ادب چھوکرہ
 (۱۳) بڑھی بیانیں
 (۱۴) فاذیٰ حجری : ہر یا نی تنظم میں
 (۱۵) رسالہ رضاۓ : علم فرانس پر
 (۱۶) رسالہ برقی لامع : ہر یا نی تشریف
 (۱۷) رسالہ در در و انس : ایک شید عالم کے موالات و اعترافات کا فارسی تشریف جواب -

ان میں سے پہلی بڑھی کتابے پاس ہیں۔ جن سے ہم ابھی آپ کا تعارف کا شیش گے۔ ساتواں رسالہ "ادب چھوکرہ" شائع ہو چکا ہے۔ ہر یا نی تظمین بخوبی کو نصلح پر ختم ہے۔ آئندھی کا رسالہ ہے۔ ہمارے پاس ملی تھا باقی پانچ کتابوں کے نام و نبذة ارشادوں سے نقل کیے گئے ہیں۔ ان میں سے بڑھی بیانیں ایک نسخیم اور مفید کتاب بتائی جاتی ہے۔ آپ کے تقدیم میں سے کسی کے پاس نہ ہو گی۔ علاوہ ازیں آپ کے کے ہوئے نظم شعر بندر گول کی شان میں دو فارسی افسانہ جو اگر اسے پاس ہیں اور آپ کا ایک فارسی مکتوب اپنے مرشد حضرت شاہ غلام جیلانی (ح) کے نام نازن

تھے اور نہایت ہی دقیق سائل کو جو ملا کے کس طرح ذہن میں کرایا کرتے تھے:
 «عجیبہ نہیں اہل سنت و جماعت کا ہے : اللہ تعالیٰ ایک
 ہے۔ دلیل اُس کی بیہے ہے کہ اگر دو ہوتے تو وو قدرت والے
 ہوتے یا ایک عاجز ہوتا۔ تو جو عاجز ہوتا وہ خداوی کے لائق نہ
 ہوتا۔ اور دو خداوی کے لائق تو ہونہیں سکتے۔ مثلاً ایک شخص کو
 ہوتا کہ مر جا اور دوسرا کہتا کہ بینا رہ۔ اگر دو فوں کا کہنا ہوتا
 تو دو خداوی کے لائق نہ ہوتے اور جو ایک کا کہنا ہوتا تو دوسرا
 عاجز ہوتا۔ خداوی کے لائق نہ ہوتا۔ اور جو دو فوں قدرت والے
 ہوتے تو ایک وقت میں اس کام زیادی ہو سکتا اور بینا بھی اور
 حالانکہ یہ ہونہیں سکتا۔

تفسیر حیثیت ملاحظہ ہو :

«نکتہ : قریب کہتے ہیں نزدیک کو اور اقرب کہتے ہیں نزدیک کو
 کو تو آدمی بعض قریب کو دیکھ سکتا ہے جیسے اپنے باخپاؤں
 کو اور بعض ایسی چیز نزدیک ہوتی ہے کہ سامنے آنکھ کے ہو

پیش نظر فرمطابع ایڈیشن ہے۔ آغاز اس طرح ہے :

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - أَللَّهُمَّ بِلِذَارِبِ الْعَالَمِينَ
 وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدِ دَائِكِهِ وَأَصْحَابِهِ
 وَاتَّبَاعِهِ اجْمَعِينَ - اس پیچے سن کہ یہ رسالہ ہے عجایب کے
 مذکور میں ۔ الی اس میں بحق ہو سبوا بیو اور تو قبول کریو اور
 اپنے مقیولوں کے دلوں میں قبول کرو ایو اور جس چیز سے تو اور
 تیرا دوست بیزار ہو پسے فضل و کرم سے بچو بیو۔ سلفوں سے
 عرف ہے جو اس میں کچھ نقصان پاؤں بتاویں اور بولی کی تکرار
 نہ کریں کیونکہ یہ باہر کے لوگ جزوی فارسی سے بہرہ نہیں
 رکھتے ان کو بچانے کو ہے اور اسخیں کی زبان میں لکھی گئی ہے
 کہ آسانی سے سمجھ لیں اور نام اس رسالہ کا عقائد عظیم رکھا گیا
 اور اس کے کچھ کرنے والے کا نام محمد رضوان ہے ”

ایک اجڑا جوں میں ایسی سیئی سیئی سیدھی سادی باتیں کرنے والے
 صلح کی خصیت کوئی پرکشش ہوگی۔ ایس ہم اس کتاب سے چیز دا در
 اقبال سات پیش کرتے ہیں جس سے علوم ہو گا کہ آپ کس پایہ کے شاخ

اد دین فی کو دیکھائی نہ دے بیسے آنکھ کو آنکھ کی میں لی نہیں
دیکھتی گر قیاس سے کہ اور کی دیکھ کر اپنے اور پر قیاس کریا کر
ہماری بھی ایسی ہی ہے اور جان اپنے قریب ہے اور دریافت
نہیں ہوتی اور پھر اپنے قیاس میں کہ ہم اس سے بھی نزدیک ہیں
تو دریافت کیوں نہ کر ہوں؟

ہندی الامم مسلمان رشتہ تلاش کرنے میں اپنے قائمہ ہندوواد
رسم و روانہ پر محنت سے کار بند تھے:

”مشہد: جو کوئی آپس میں ناطے کرنے والوں کو طعن کر کر کے
لئے کیا بڑی بات ہے کہ آپس میں ہم، جماں، پیغمبر، پیغمبر خدا کے کام کی اور کرے کی
امانت کی؟“

بعض صوفیاء الرحمۃ و شریعت کا مقابلہ کر کے شریعت کو شاذی حیثیت
دے دیتے ہیں اور اس طرح اسلامی معاشرتی نظام کی جڑیں
کو کھلی کرنے کا باعث بنتے ہیں:

”سوال: دلی کے کہتے ہیں؟“

جواب: صاحب شریعت آدمی کو حس کی چال پیغمبر کی شریعت
پر ہوئے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اولیاء اللہ المستون
یعنی دوست اُس کے نہیں ہوتے مگر متین کو
بعض اوقات مصلحین کے اپنے کارکن جوش اصلاح میں ایسے کام
کر رہتے ہیں جن کا تحریک کی رفتار پر یہ اثر پڑتا ہے۔ ہر یانے کے جنگجو اول

یعنی نئے پر جوش کارکنوں کو بدایت فرماتے ہیں:

”سوال: کوئی ایسی جگہ بھی ہے جہاں کسی کو نصیحت نہ کرنی ہو؟“

جواب: وہ ہے کہ جہاں نصیحت کرنے سے لڑائی اور دنگا
ہوتا ہوا اور اپنے تین مقدمہ درد کرنے کا نہ ہو۔

۲- آنحضرت: ہر یانی نظم میں حالات مابعد الموت کا بیان ہے۔ یہ ۶۶
وہی ہے جس میں آج کل کے مسلمانوں کی اکثریت کو کوئی دھپی نہیں۔ حالانکہ
مسلمانوں کے اتحاد فکر عمل میں منحصر آئندہ کا باعث اور اسلامی اخلاقی اقدار
سے عدم توجہ زیادہ تر خوف آفرین سے ہوتی ہے۔

کا تجہیہ اضافہ بعض صفاتی بھی چنانی بی زبان میں کیا ہے؟ اس کے جرئت جدت
و شر نقل کیے جاتے ہیں جن میں صفات زبان استعمال ہوتی ہے :-

زی ذات ہے دحدہ لاشریک میں دیدار تیرے کی چاہوں ہوں یہیک
فضل اور کرم اپنے سے اے کریم مجھے حکم اپنے کا کر تو علیم!

دعا یا ان من کی کبھی نورتے مانگ کشايد کبھی ہو و نئی کا سانگ

کوئی بے ادب طعن رب کو کرے تو شیطان اس شخص کو جان کے
بوجس میں یہ ذکر کرنے لگے اُسے دے اٹھایا تو خود انکھ ہے

اور کھیں ڈنگر اور گھوڑے، شتر رکھانے، نہ دانے کا رکھیں نکر
بہت دیویں ناخن کوئی اُن کو مار قیامت کو حقی سیں کریں گے پھر
بلیں اس سبب آگ دونخ اندر سملان کرو غائبیت کی نشکر

سے حافظ محمد شیرازی: اور میں کارج لاہور سیگریز فوری ۱۹۳۲ء ار س ۲۸

رحمت اللہ کا قول ہے "آخرگت دیکھا کرو۔ اس وقت ایسی کتاب اور
تالیف نہیں ہوتی۔" یہ کتاب ۲۵۲۲ (دو ہزار پانچ سو یا تیس) اشارہ پر قتل
ہے۔ تاریخ میں ۱۲۲۱ھ / ۱۸۰۶ء میں تاریخ ہے جو اس کے نام سے نکلتی ہے:

آخرگت میں تاریخ ہے اس کتاب
سے پھر آخرت نام کتاب

یہ کتاب بڑی ہی مقبول رہی ہے۔ کئی بار طبع ہوتی۔ پہلی دفعہ صرف
علیہ الرحمہ کی خدامت کے جو بیس سال بعد ۱۲۴۲ھ / ۱۸۲۸ء میں طبع
ہی رہا۔ دہلی میں گپتی۔ اس کے مایشہ پر بودی محمد علی صاحب کی آثار محض
ہے۔ جو اسی سے ستر ہو کر ملکی گئی تھی۔ یہ مطبوعہ نسخہ ہمارے ہمیشہ نظر ہے۔
بلکہ پریس دہلی کا ایک مطبوعہ نسخہ پنجاب پیلک لائبریری لاہور میں ہے۔

۱۸۸۵ء میں مطبعہ تانی دہلی نئی ہی مطبعہ کیا۔ یہ کتاب دہلی سے بودی
مشاق احمد صدیقی، علمی نے اور پھر ان کے فرزند پیر غلام سلطنه امرؤ من
۱۹۲۹ء میں ملکان میں طبع کر کے شائع کی۔ حضرت بادی برباد رہ کی من
یہ کتاب ہے جو پاکستان میں طبع ہوتی۔ بودی محمد ساکن مکھوکی نے اس
سے روفتہ الرضوان مص۔

لکھاں ہوئی۔ ایک علمی فتحجہ جس کے کاتب شاہ محمد رضاخان (رکنیتیہ بڑی)
دریں یعقوب صدیقی احمدی (۱۸۲۲ء - ۱۸۹۱ء) ہیں تھا نہ یہون ضلع بھلم میں پیر
رضا، حمد صاحب صدیقی احمدی کے پاس تباہ جاتا ہے۔ ایک اور قلمی فتحجہ
یہن حضرت فاری و صاحب حسن صدیقی الرشکی ثم طائفی کے پاس ہے اس
کی کتابت ۱۹ شوال ۱۴۲۴ھ / ۱۸۵۱ء کو شیخ امیر علی میں پیشہ راست ملی تھی جو
چنیاں رہ جاکر ہیں ختم کی۔ یہ کتاب بھی ایک سے زائد مرتبہ طبع ہو چکی ہے۔
ہمارے پاس اس مطبوعہ ایڈیشن کا ایک نسخہ ہے جو کوئی شاق الحصائب
صدیقی احمدی نے ۱۴۳۵ھ میں منتشر شدید عام گرد سے طین کا کے شائع کرایا۔
اس ایڈیشن میں مصحح کی سہو نظر کی وجہ سے کئی مش غلط چھپ گئے۔ لیکن
فناخی عصفر ۱۴۱۰ھ میں مصحح کی سہو نظر کی وجہ سے کئی مش غلط چھپ گئے۔
نسبتاً اول علط نہیں بلکہ کتاب کے ادپر تین پشتیوں کے نام شاہ سیمان
کمال الدین اور غیاث الدین درج ہوتے سے رہ گئے۔ میاد ایں غلطی چلتی
رہے اور اس کے طور پر یہ ایڈیشن استعمال کیا جائے تو علمی نسخوں سے
یہاں حضرت شاہ محمد رضاخان شہید بھی کا کوئی نام نقل کرتے ہیں۔ اس کی
تصدیق اس نامزادان کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نسب ناموں سے میں ہوتی

پناہ تیری چاہوں ہوں اس ملم میں کجہ جس سے نہ ہو فائدہ کچھ ہیں
۳۔ ببل بذریغ ثبی : ہر یا نی تظم میں کم و بیش سارے سے چاہ سزا ایسا یہ
پرشتل ہے۔ کتاب کے آئینہ میں تابع تکمیل ۱۳۲۶ھ / ۱۸۴۱ء دی ہوئی ہے:

من ہوئے چھبیس بارہ سے اُپر ہجرت احمد بنی کی صحن خیر
اتے نبب لگنے ہوئی تھی یہ کتاب ختم تدبی والدنا علم بالتعاب
ماہ ربی تیروں، دن ۱۰ توار جب ہوئی فضل خدا اسیں بیطیار
اصل نسخہ کے حاشیہ پر حضرت ہادی ہر بارہ نے بعض اشارات کی شرح
بھی تحریر فرمائی تھی جو بعد کے بعض علمی نسخوں میں نقل میں ہوئی اور بعد کے
نسخوں اور مطبوعہ ایڈیشنزوں میں نہیں پائی جاتی مگر نقیب الاولیا جلد دم
دفتر دم مطبوعہ ۱۴۳۲ھ میں نقل ہوئی ہے۔ تشریح فاری میں ہے۔
معفت علیہ الرحمۃ کی حیات میں ہی اس کتاب کا کم از کم ایک علمی
نسمہ ہر بارہ کے ہر اس کاکوں میں پایا جاتا تھا جہاں تماز یا جماعت ہوئی تھی۔
ہمارے پاس حاجظ غلام جید کا کتابت کردہ نسخہ ہے جس کی تکمیل عسد
محمد اکبر شاہ بادشاہ (۱۸۰۶ء - ۱۸۳۷ء) میں محلہ مانی قازدہ شہر کا نام نہیں

گری نامہ حضرت ہادی سریا ۲

اس طرح حضرت ہادی ہر بارہ سیدنا حضرت ابو یکری صدیق رضی اللہ عنہ اپنے پیشوی پشت سے تھے۔ مندرجہ بالا کرسی نامہ میں بتہوا پر فخر الدین اپنے ہے ان کا دوسرا نام یا القب فخر الدین تھا۔ اس کرسی نامہ کی اساد نی تایف قوام الافساب میں ملیں گی اور شاہ محمد رمضانی کے آبا کا نزد بری کتابوں کے عداد ہماری تایف کائنات الاجداد میں ہڑا ہے۔
کتب میں بانج بنی کے موضو عات راہ ساک، مسائل فقر، اخلاقی، فتن و راض، آداب محفل، شاملِ لذتی، اسلامے باری تعلیم و دعیرہ ہیں پ کی یہ تصنیف بھی بڑی مقبول ہے۔ دیسی مسائل میں اب بھی بیش ہر بارہی ہر راجپوت اس کے شعار ندر کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ شرمنامہ کی تعلیم کی شرح وحدت و جودی طریق پر کی گئی ہے جن کے مان مطلع حصار کے ایک بزرگ مولوی نور محمد صاحب نے کتاب شہزاد فرمیت لکھی۔ شہزاد کے بواب میں کئی مت ہیں لکھی گئیں جنما پنچ مولوی غلام اکبر صاحب زادی نے رسالہ حجۃ لکھی۔ اسی سائلہ کی ایک اور کتاب شیر دہل مولوی غلام رسول صاحب عالم پوری نے شائع کرائی اور خالہ پہادر فخرِ حمد فضلی نے سیدرخ طبع کرائی۔

نامہ رضاشیخ احمد بن شتاب
وہ ہے بیٹا شیخ بیو عبد العظیم
وہ ہے سیدت اللہ شیخ راہ کا
وہ ہوا بیٹا مبارک بارج ال
وہ عیاش الدین، تلمیز الدین کا
وہ کبیر الدین جو حسم اگر بسا
آن کے بھینز سیسیں رہنک بسا
شہر ہے جمیز گرد سیستان
وہ حسام الدین، نظام الدین کا
وہ مجی الدین، علاء الدین کا
وہ میں شاہ الدین، کمال الدین کا
وہ امام آنکہ، شمس الدین کا
وہ سام آنکہ، دہ آنکہ کپوت
وہ ہوا محمد بن دہ آنکہ پوت
وہ جو عید اللہ صاحب ڈیل کا
عید الرحمن کا مہا بیٹا سنہ
وہ ہوا ویٹکا صدیق جو

۱۱۹
دوہ، تیکلی: ہر یا نی میں ایک سوراہی، شعار پر مشتمل ہے۔ ہماسے پار
وہ کے دو ٹکنی سخنے ہیں۔ شائع ہو چکی ہے گھر اس کا مطبوعہ ایڈیشن ہاڑی
تقریب سے نہیں گزر را۔ نمونہ:

۵۵ پوچھی ہی ہے بات نیاری دوہ کارن خلق بخاری
۵۶ فتن حلال حرام نہ جانے منع کرے تو بیوے ہمانے
۵۷ طلب علم و تقویٰ ہر رہے سولہی نما حبہ اوس کوں کئے
۵۸ دھرنی اور کوئی نہ ہتیا جس کارز قریب نہ کیا
۵۹ دوہ کارن احمدی، پیغم کومت تیاگ

مرکے سا سخنے، اب بلیں تو بھی دصون دھن بھاگ

۶۰ چشم ایک اچنادیکھا ڈاہ جلا وسے ہر ہر بیکھا
سالن یہ بیان وہ ماں بڑائی اوٹاہ ہو۔ مجھ ہو گئے سوائی

وہہ ہتیا: ذی درون، ریتا: لیا اللہ پیغم کورت نیاگ: نہرا کون پھر
حضرت ہادی ہر یا نزد حکی ان پیزروں میں سے ہے جو بدنکفت ہندی
ساختے: بدلے۔ دصون دھن بھاگ: خوش قسمتی: نہال ہوتا۔

الله ڈاہ: حمد، ہر ہر بیکھا: تمام باروں میں سلک مال: فخر، بڑائی
بڑائی، اد: وہ، ناہ: نہیں، سوائی: زیادہ

تکرب: تکیر، سورا: بیادر، ڈاہ: بسکر

۶۰ چفعت بات یہ کن ماں، آئی خفقت چلتے ہست ہجڑی
کوئی سورا، کوئی گھنہ والا
تھے کرے گرب کرے یہ ماں
سوئی، یہا، مجھ پیغمان

۶۱ اشد صاحبی یوں خرمایا
سب پر اسے بڑائی ریا
جیسا تقوے اجر نہ کیا
جس گھر تقوے، سوچو اولی
۶۲ سید، مشخ یا ہودے گولہ
چھاؤ سمجھی جب تقویٰ کیا
بات ساقویں یہ تھی بتیا
جو تجھ درجہ چاہیئے راضی آپ الہ

۶۳ ذات بھانت کو بیچ کر تقوے لیے بساد

(۱۵) تصدیدہ امامی: پر عربی کے شاعر تصدیدہ امامی کا نظم ترجمہ ہے۔ ۱۹۱۰
حضرت ہادی ہر یا نزد حکی ان پیزروں میں سے ہے جو بدنکفت ہندی
رہم بھنیں شائع کرائی جا سکتی ہیں۔ یہ عقائد عظیم کے ساتھ کمی مرتبا
شائع ہو چکا ہے ہندی نظم میں کل یادوں تصریح ہیں۔ جنہیں سے اکثر شعر
اندوں ازں مکے یہ تھا جاب فرم ہیں۔ کوئی خدا مسٹر صدیقی، لمحی

(۱۹۳۹-۱۸۷۳) نے اسی تصدیرہ کا اردو نظم میں کیا تھا جو ان کے فیروز بلوچ
جیونہ کلام نعروہ ایسا وکلائیں پایا جاتا ہے۔ یہاں ہم اس تصدیرہ کے درپ
ابتدائی چھ تشریفیں کرتے ہیں۔ ترتیب یہ ہے کہ پہلے اصل عربی تصدیرہ کا شر
ہے پھر شاد مکرم حضان کا ہندی ترجمہ اور آخر میں مولوی محمد اصغر کا اردو ترجمہ

۱

الْمُشْكِنُ مُولَيَا قَدِيمٌ
وَمُوصَرْفٌ بِإِذْنِ صَاحِبِ الْكِبَالِ

ہے الشسب نسلت کا آد پوریا دن بار

سُبْسیْ لَغْوُ پُورا سدا دسن دسرین بار

قديمي ہے وہ ہمید خلاقی^۱ بیس اسکے صفت کامل بالحقائق

۲

بِرَاجِيْ وَمُسْدِيْرِ كُلِّ اهْرٍ
هُوَ الْحَقُّ الْمُسْدِرُ زَرِ الْجَبَالِ

آدانت یہ یہ سدا کر کے جھو تو تبر

پکی طوئی بول دی جو کچھ ہے تقدیر

وہ زندہ کرتا ہے تبریزب کی وہ سچا خود ہے اور تقدیر اسکی

۳

مرید الخیر والشہد القیمع ولکن نیس پر فتح بالمحال
بھلی بری سب پر گھٹی شانی آپ خدا
بڑیوں سے راضی نہیں میں ساختہ رہنا
کہ فاقع خیر و شر کا بھی دہی ہے ولیکن شرستہ دہنا راضی ہے

۴

صفات اللذی بتیلین ذات ولا غیر سواه ذوالفعال
گون تو ناہنہ گونت ہے گئیا جدا نہ گن
آدانت پورا گنو باندھ اسی سے دھن
صفات حق نہیں ہیں عین اسکی نہ ہیں اس سے جدا اور غیر اسکی

۵

دلیں الاسم غیر الاسم لدے اهل البصیر خیر ال
بداء ہوئے نہیں نام سے نامی بکھدل بوج
نام یہ سے آجیا ہے نامی کی چت سوج
بدانامی سے نام اس کا نہیں ہے عقیدہ اہل سنت کا یہی ہے

و ما ان جو هر دیے دیسم دلا کل د بعض ذہ استھان

تھیں کسی رہ بیچ جو مکان کہو تاں

کی ن سارا شکل دہڑوں دہوں پاک خیال

تھیں ہے جم د جو هر تعلق ہے جزو کل سے وہ بالکل زیلا

(۴) دھیت نامہ : ہر یافی نظم میں ستادن شعر ہیں۔ ہمارے پاس اس

کے دلخی نہنے ہیں جن میں سے ایک کا قطب محمد ابراء ہیم و لد میال امام عین

ہیں اور تاریخ کتابت ۲۹ ربیع الاول ۱۳۶۱ ہے۔ فراض دعویات

کے بارے میں اس نظم کو حضرت ہادی ہر یافی کی تعلیمات کا پنجہ رسم گناہ ہے۔

یہ دھیت نامہ ہر یاد رکھتا تھا اور اب بھی اس کے سلسلہ کے ترتیبیں

اے یاد رکھتے ہیں۔ نور

اے میاں صاحب ہر یافی جو بات ہیں ۵ ہبولیوں ہر گز نہیں دل میں دکیا تھیں

ہو کوئی تحدی سے پڑا دیسے ہو قلبم درد ۶ نہیں سے غفل نہ ہو کان سے دل کی سر

دسرے قمر تیر تیرا تو جاوے سے پڑا ، دل نہیں چھوڑو حق نہ خدا درد خا

کا دھیو ہر یافی دل سمجھی رکا اور ۷ حافظہ ناظر خدا رات دنیاں رکھنے

پنے مقدار بھر چاہنے شہر کبھی ۸ اقت بے بھی کی۔ حضرت مسیح

اس دھیت نامہ کی تھوڑیست یہ ہے کہ اس میں بھی بھی خدا کیں

حضرت ہادی ہر یافی تمام تحریک خود ان پر عامل ہے۔ اس کے ہر شعر میں ان

کی اپنی تھیفیت کی جملک فنظر آتی ہے۔ یہ دھیت نامہ ایسا نہیں کہ اسے

گوشت گنائی میں پڑا رہنے دیا جلتے۔ اب ڈیرہ صدی پہلے ہر یافی زبان

میں اس قدر تغیر اچکا ہے کہ اس کے بعد شراب ہر یافی میں بھی ناقابل فرم

ہیں۔ اب کے تو اس روایت عبد الشکر (۱۸۳۳-۱۹۱۵) کے خلیفہ یہ

حطا الحن درس ایگلکو عمریک سکول دہلیت بغیر برادر ضایں اسے

ایک سوتیرہ شعروی میں اُرد و تقلیم کا جامد پختا کر ۱۹۱۳ میں دہلی سے شائع

کیا تھا۔ اس مطبوعہ تقطیر کا ایک فتحہ ہمارے پاس ہے۔ کچھ شعر مال لحق کے

بجتے ہیں :

تجھ کو دے مقسیم جو تیرا بڑا ۱ اس کو یعنی سے نہ من کو موڑا
خالق و مخلوق کا کیجو ادب ۲ تاہو تجھ پوچھا کہ فضل رب
اپنے ربی پر نہ اترانا کبھی ۳ ہے تو اسی تھی نشانہ بڑگ کی
دل میں رکنا اپنے ہر ہم خندب ۴ جاں راجز اور ناظر دوڑ و دش

با جماعت تم پڑھو دام نماز
تاكہ ہو جاتے در مقصد بار
پوچھ جاہل شرع سے باہر فقیر
ست بنا اس کو ہرگز اپنے پیر
ای شہرت سے سدا کر تاجر
ست بنا قیدی کسی کو اپنے کو
نام کو اپنے چھپا جتنا بھی ہو
درد سر سے رفت کا یہ خواہ مخواہ
ست بنا تکمیل کان و خالق اہ
اپنے سے غیر کوست سمجھو فقیر
کیونکہ یہ ہرگز نہیں شان فقیر
مزہن بود سے پرانے پاریات
کندور شیم سے اے عالی معقات
امر بالمعروف تو جو کچھ کرے
ست مریدوں سے سمجھی کریو سوال
اپنے آقا ہی سے کہیو اپنا حال
شانگ کچھوست مریدوں کو سمجھی
جا کے بہر نذر دنیاز دنیوی
اہل دل اور تابع فریاد نبی
کیوں ہوا ہے نواسوں کا ایں
کی نہیں کافی تجھے اس کی حدیث
بھائی انتا جس سے شیطان تجیث
کیا نہیں شان تجھے کافی ہوں
ڈھونڈتا ہے کیوں شناعات فضول
کیا نبی اور کیا ولی اور کیا امام
کیا شمید راہ حق شیخ امام

الغرض ہیں جس قدر چوٹی بڑے نفس نفسی سب پکاریں گے کھٹے
سب اسی تو شر کی دھیون گئے جان
جس کو سہتے والا بادن کا شرن

مسجد میں قیام فرمایا۔ اس مسجد کے پاس کچھ بوہروں کے مکان تھے۔ بدل کے روز آپ اور آپ کے ہمراہی نماز کے بعد مسجد میں مراقب تھے اور مسوالت و مشاغل میں صردنگ تھے کہ بوہروں کی ایک جماعت شور و غل کرتی ہوئی مسجد میں آگھسی۔ اس وقت مسجد میں آپ کے پانچ ہمراہی حاجی رحمت خاں، حاجی کمل محمد ٹیکان، حاجی نور محمد کمال ہنوزی، حاجی قمر الدین سکنے والوں نسلخ حصار اور سید عبید القادر تھے۔ نیز سید علی احمد کرانی اور فاضی میں عین الدین مائل گڑھوا لے اور پرتاب گڑھے کے قاضی صاحب معرفت عبادت تھے۔ قاضی صاحب پرتاب گڑھے پیچاں آدمیوں کے ساقطہ حضرت شاہ محمد زرفغانؒ کو اپنے ہاں لے جانے کے لیے آئے تھے۔ یہ پکاں اور شہریں کی اور بگاہہ تقیم تھے۔

مسجد میں تعمیر ان ہنرات نے بوہرہ ہلہر باندوں کو مسجد سے نکالنے کی کوشش کی۔ اسی اشامیں ایک مسلح لوٹی نے مسجد پر ہتھ بول دیا۔ حاجی رحمت خاں نے بندوق اٹھائی اور شہست یاندھی ہی حاجی کہ آپ نے روک دیا اور فرمایا کہ پہل کر کے خراب گھناتے ہو۔ ان سے بندوق پیش یا نیا چاہتی بندوق نیچے گر گئی اور اس کا کندہ ٹوٹ گیا۔ فوائد مدد اور دل نے بندوقیں

سفرنگ اور شہادت

۱۸۴۲ء میں آپ فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے سات غلامیں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ صالح بندر تک کچھ سفر بیلی میں طبلہ کیا کچھ پیل۔ راتہ میں پہنچنے والے ہر قائم پر آپ وحظ و تلیقین فرماتے گئے۔ وسط ہند کے شہر منڈ سور میں کئی روز تک قیام رہا۔ ہر روز وحظ ہوتا۔ لوگ ہوتے دیوار پر شکست کرتے۔ کچھ بوہرے بھی آپ کے وحظ سے متاثر ہو گئے تو بوہرہ بجا ہوتے آپ کے جلوسوں میں گلہ بڑھ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ حج کا دن قریب تھا اس لیے آپ جماز پر سوار ہو گئے۔ جماز میں بھی پہستور سلسہ وحظ و تلیقین جاری رہا۔ آپ کے گرد ہمیشہ ایک ہجوم لگا رہتا۔ حج بیت اللہ اور زیارت روحانیہ قدس کے بعد آپ عازم ہندوستان ہوئے۔ چھ سے واپسی پر منڈ سور میں آپ کا شاندار استقبال ہوا۔ آپ نے

پر جو برسے۔ قافلہ سالار حضرت شاہ مجدد رضیان سائیں کی شمارت
تھے پہنچے ہی بازوں میں دو گولیاں کھا کچکے تھے۔ اب ان ہبادروں کے
شید ہونے کے بعد دو گولیاں اور آپ کے سینہ مبارک میں آکر لگیں۔
.... ایک گولی جبیں مبارک میں ایسی آگ کلی کہ دماغ کو چیزی ہوتی دوسرا
ہاتھ نکل گئی۔ آپ معاً مسجد سے میں گر پڑے اور طاہر درح قصر عنفری
سے پرواز کر گئے۔

یہ واقعہ ۲ جمادی الاولی ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۸۴۵ء جتوں کا
ہے۔ ابھی حملہ اور روں کا جوش انتقام ہٹندا تھا۔ انھوں نے یادی ہر چیز
کا لفڑ پر خیز اور تلواروں کے پتال میں زخم لگائے اور آپ کا گھولی سامان
اور یتی کتب خانہ لوث کر پہنچے گئے۔ بخشید علیہ الرحمتے کے یاتی ماں نہ سائیں جو
نام بندی کی وجہ سے نہ آ سکے سختے اب سجد میں آگئے۔ زخمیوں کو پانی پڑا
اور سائیں پر آنسو بہا کر جا دریں ڈال دیں۔

ذوالحری ایک آدمی شیخ چھاؤنی بھیجا گیا جماں الگز اندر کا رسالہ پڑا
ہوا تھا جس میں حضرت شہید کے معتقد ہر بڑی سپاہی تھے۔ قاضی شہر

چلا دیں۔ اس پر اجراست مے کر حابی بی رحمت خاں اور حابی بیک محمد خاں
دلایتی تلواریں میان سے صرفت کرائے۔ سات آٹھ جملہ اور دل کو فرم کر
بانی نے راہ فرار اختیار کی۔ یہ بوہر سے ساخت کے مکان پر پڑھ کر گولیاں
برسلنے لگے۔ سب جاں شادوں نے حضرت شاہ صاحب کو یونچ میں لے لیا
کہ آپ پر آئی خانے۔ اتنے میں بوہر دل کی ایک سلیخ بنا عست محیر کا
دروازہ توڑ کر اندر آگئی۔ یہ جمعیت یہت بڑی تھی اسی میں چالیس تو
زیدی عرب تھے جو نشانہ بازی میں شاہور تھے اور ایسے ہی موقعوں کے لیے
تیار کیے گئے تھے۔ دست بدرست اڑاٹی میں تو کچھ دیر مقابله رہا۔ آخڑا بھر
دلیت کے برگ دبارجھرنے لگے۔ سب سے پہلے حابی بی رحمت خاں نے
زیر نات گولی کھائی اور شہید ہو کر زمین پر گر پڑے۔ ان کے بعد قصی
عین الدین مانڈل گلڈھوانے کی باری آئی۔ پھر سید عبد القادر نے
جام شہادت توڑ کیا۔ بعد ازاں سید احمد علی ساسی جاں ہجن قدم ہئے
حابی بیک محمد صاحب کے دلوں پاؤں کٹ گئے اور حابی بیک محمد صاحب کے
اول ایک کاری زخم تلوار کا لگا پھر ایک گولی ران میں ایسی لگی کہ بتایا
ہو کر گر پڑے۔ حابی قمر الدین اور ناصی جی پر تاپ گلڈھوانے بھی سخت

کر دیے گے۔

تپ کا مزارِ تم میں ہے۔ مقیرہ ایک شاندار خانقاہ میں ہے جسے پڑھ
خیز بادل بخش تعمیلدار اور نئیں بادل کا نجی نے سادہ بہزادیا تھا پھر
اس پر اسٹرکاری چیز کے سپر سالار عبدالصمد خاں نے کراٹی۔ اس
ویسے خانقاہ کا فرش اور گرد کی زین سے او سطابیں فٹ بلند ہے۔
آپ کا عرس، ۲۲، ۲۷ اور ۲۸ میونسیپلی الادول کو ٹوکرنا تھا۔

عس | اس عرس کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں صرف قرآن خوانی

بھی تھی۔ لیکن اوقات نعمت خوانی بھی ہو جاتی تھی جس میں اس بات کا
ظیال رکھا جاتا کہ کوئی مرشد کا نہ بات نہ ہو۔ خواہیں اور قواروں کو عرس میں
حرکت کی اجازت نہ تھی۔ خدا ترس اور نیک نفس سجادہ نشیون نے اسے
پوشش اور منفعت بخش چیز بنانے کے لیے کمی پر نعمت سنبھلی کی تو تو نہ
ہانتے دی۔ آپ کا خاندان ایک معوفی منش خاندان تھا۔ مگر اپنے قصیری
راشتہداروں میں سے آپ نے کسی کو بھی اپنی خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ آپ کی

قصیری:

معت بنائیے مکان و خانقاہ
در در سب سمعت کا یہ خواہ غماہ

حاکمِ منڈور کے پاس اخلاقی کے لیے گئے تھے لیکن وہ پھر ہی فتنہ پر ازاں
سے ملے ہوا تھا۔ لوگ افسوس کرتے ہوئے مسجد میں حین ہو گئے اور پھر
شہر میں ہر طرف فساد پڑا ہو گیا۔ کرنل الگزانڈر نے فوج کا ایک
دستہ منڈور بھیجا۔ قاضی شہر نے آپ کی نعش کو پالکی میں رکھا اور درسرے
شہدا کو چادر پایوں پر رٹایا۔ نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد یا قی شہدا تزوہ میں
دفن کر دیے گئے اور آپ کی نعش کو پورے فوجی اعزاز کے ساتھ بھیج دیا
گئے۔ وہاں تکہ کے تبارات میں رکھ کر چھ ماہ کی سیعاد پر نعش میار کی پر
غماک کر دی گئی۔

حضرت شاہ محمد رضا خان شید بھی رکے پرادر اصغر شاہ محمد انتیلہؒ
ا شہید جنگ آزادی) چالیس میلے میں اور سولہ کھاروں کو ساختے رک
۱۴ رعنخان، ۱۲۰۰ھ کو شیخ گئے۔ ۵ شوالی کوتاپوت نکالا اور نہ تھی ہر ایں
کو ساختے رک یہ نافذ حکم کو روائت ہوا۔ راستہ میں ہر ٹوکری کے لوگ جو قدر
حق ذیارت کو آتے اور ہر جگہ نمازِ جنازہ ادا کی جاتی۔ جب یہ قائدِ نام
پہنچا تو اگر دو زوار کے راگ اور سارا قصیری اتنا ہے۔ قصیری کے باہر
تمام رات نمازِ جنازہ ہوتی رہی۔ ۱۲ میونسیپلی اور ۱۲۰۰ھ کو آپ پرورد़ خاک

اپ کی شادی حضرت شاہ سلام اللہ صدیقی المہمی کی دفتر
اولاد سے ہوئی۔ شاہ سلام اللہ تعلیم معلی دہلی میں شہزادیوں
کی تعلیم پر مامور تھے اور اسی خاندان کے کی شاخ مفتیان سے تھے۔
دولا کے ہوئے جن کا خورد سالی میں انتقال ہو گیا۔ تین لوگیاں ہوئیں
جن کی اولاد ہوئی۔ حضرت شاہ محمد رضا عطاؒ کے خاندان کے تقریباً
ڈیڑھ ہزار افراد نیم اور بہتک سے بیحثت کر کے ۱۹۲۷ء میں پاکستان
آگئے اور اب زیادہ تر کراچی، ملتان، لاہور اور راولپنڈی میں آباد
ہیں۔

برکات ہادی ہر یادِ حضرت شاہ محمد رضا عطاؒ کی ذات سے لوگوں
کو جو عقیدت تھی ان کا لازمی نتیجہ تھا کہ اپ کی چوڑی
ہوئی ہر چیز کو تبرک سمجھ کر محفوظ کیا جانا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مگر اس
مرد ہون کا اٹھاڑ ہی کیا تھا۔ ذاتی کتب خانہ اور چند ایک استعمال کی
چیزوں یوسفیں ساتھ رکھا کرتے تھے وہ سب اپ کو شہید کر کے
روٹ لی گئی تھیں کچھ اور چیزوں یوسفیں جو یا تو نجح رہی تھیں ۱۹۳۷ء کے
نذر ہو گئیں۔ اپ کا ایک یہ بھی قلمدان اور پستنے کے دو پارچات

قطعاتِ تاریخ شہادت

از مشی صحیات خان رامپوری

زدنیا شاہ مصطفیٰ شدقہ دہلی بمال غشت در هر سو سیاہی
سرورِ عرب تاریخ شیخ رسیاں کرد "شہید بن مناص مقیبل الہی"
۱۲ ۲۰ ص

از رسیاں خاور میں صاحب خلود

جنوب شاہزادہ قطب آفان سرای معرفت عرفان مآبے
معزز شد بر تشریف شہادت بجهت رفت اک عالی جنابے
خود اندہ بہر تاریخ شہادت خرد گفارخسوت آفتا بے
۱۲ ۲۰ ص

از این الرحمن صدیقی

ذی وصالک و عالم محمد رضا عطاؒ
کہ بود مثل صحابہ معین دین متین
پوکرد عزم پر خان از بائے سالِ دہل
برفت ہادی نزل شناس گفت ایں
۱۲ ۲۰ ص

پیرزادہ عبدالرشید صاحب صدیقی احمدی کے پاس ملتان میں بخوبی میں
اپ نے مہمات بحال ہائسری کی ۷۔ ۱۲۰۰ھ میں کتبت کی تحریک یہ ریسٹر
پیرزادہ شفیق احمد صاحب صدیقی احمدی کے پاس لاہور میں ہے۔ شاید
اور لوگوں کے پاس بھی بعض چیزیں نجی رہیں ہوں ۔

ہمارے پاس پانچ کاغذیے ہیں جن پر اپ کے دھنختیت ہیں
یہ کاغذات پنج صفر ۱۲۲۰ھ، ۲۵ شوال ۱۲۲۰ھ، ۲۷ شوال ۱۲۲۰ھ،
۲۵ شعبان ۱۲۲۹ھ اور ۲۹ رمضان ۱۲۳۲ھ کے ہیں۔ ان کاغذات
کو ہم نے کنز الآثار میں بعل کر دیا ہے۔

اپ کے خلفائیں سے ایک بزرگ شاہ محمد غوث گلگوہی تھے
خلفاً سے حضرت یادی ہر بارہ کے تھے اور دادا مولی شاہ عبد الغنی
ہمی کو خلافت می۔ اپ کی وفات کے بعد سجادہ نشینی کا سلسلہ شروع
ہو گیا چنانچہ ان کے بعد ان کے فرزند حافظ وزیر الدین اد پکران کے
بیٹے حافظ محمد قاسم ۱۴۰۱ - ۱۹۳۳ء سے سجادہ نشین ہوئے۔ حضرت
شاہ محمد رمضان رح کی خلافت کے ان متولیان اور سجادہ نشینوں کے
ستون دفعہ سے کہا جاسکتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک پاک بازنامہ

اور تحقیق تھا۔ انہی عالی قدر تھی کے سجادہ نشین ہونے کے باوجود ان
میں سے کسی کی بھی مالی حالت بہت اچھی نہ تھی۔ ان میں سے کسی نے
بھی ایک سے زیادہ شادی ترکی اور کسی نے بھی خانقاہ کو بیدعات
کا اڈہ نہ بنتے دیا۔

گو اپ کا فیضی سلسلہ تہجید اگر اپ کا ردِ حافظ فیض اپ تک حاری
خلفاً ہے۔ اپ کے جن خلفا کے نام علموم ہو سکے وہ چھ ہیں:
(۱) مولوی شاہ محمد غوث گلگوہی : حضرت عبدالقدوس گلگوہی کی ولاد
سے تھے اور شاہ عبدالکریم جہانی کے فرزند تھے۔

(۲) میاں شاہ پیر محمد : سوچن ملائیاں فواح یعنی داکے رہنے والے
تھے۔ ادائی عربی میں موقع شیرخاں والا علاقہ پیارا میں سکونت
اھیار کی تھی۔ سائیں رحمت شاہ ڈسکوی اور فتح محمد نابیا میں سے
بزرگ اپ کے مرید تھے۔

(۳) مولوی خدا بخش ڈسکوی : اپ عمل پور کے رہنے والے تھے۔
سائیں رحمت شاہ کے والد تھے۔ ذات کے راجحوت حافظ فراں
اور عالم بالعمل تھے۔

(۴۷) حافظ محمد نصیب الدین : مولوی سعین الدین نادر فوی کے فرزند تھے۔ انہوں نے شاہ شمیم کی وحدت وجود کی تسلیم پر ایک کتاب لکھی تھی۔

(۴۸) میاں نور شاہ لاہوری : پہلے ہندو سادھو تھے۔ ہادی ہر بارہ کے باقہ پر سماں ہو گئے۔

(۴۹) میاں حاجی خدا بخش : سکن اہر وال ضلع حصان

(۵۰) شیخ عظیم الدین صدیقی المی : ان کا شجرہ نسب محلہ پشت پر ہادی ہر بارہ کے ملائے۔ اپنے خاتم ان کے یہ واحد بزرگ تھے، جنہیں اپنے خلیفہ بتایا مگر انھیں بھی تحریری سند خلافت نہ دی۔ انہوں نے حضرت شاہ محمد رضا خان کے حالت پر دیکھیں۔ انہوں نے دنوں فارسی میں۔ ان میں سے پہلی کتب ہر احوال میں لکھی تھیں۔ دوسری کتابیں۔ دوسری جو باری نظر سے نہیں گزری مگر اس سے عنفٹ دخدا اور دیکھنا پہلی کتاب کے بیٹے حالت ہے۔ دوسری جو غرض ہے اس کا نام نہیں والا تھا۔ اس کا صفت کے باقہ کا لکھا ہوا تلمی نسخہ ہمارے پاس ہے۔ ان کا سلسلہ زب منقطع ہو چکا ہے۔

(۵۱) میاں م Necum علی : نادر قل علاقہ پشاور میں مادر نزاد عرب پاں پھر اکتھے۔ ایک مرتبہ جب حضرت ہادی ہر بارہ دہان تشریف لے گئے تو اس حال میں ملے آنکھ ہو گئے۔ اپنے ذمایا جائے کپڑے پس نگامت پھر اسی وقت حالت جذب سے ہوش میں آگئے۔ انہوں نے انگریز دل کے ملاز میں اور موتو سلیں کے بال کبھی کھانا نہیں کھایا۔

(۵۲) میاں عبد اللہ شاہ درویش : موضع مکار کے کاظمہ تھے۔ حضرت شمیم کے باختر پر مشتمل باسلام ہو گئے۔ صاحب نسب اور صاحب سلسلہ بزرگ تھے۔ پہلے دری میں گلی شاہ تارا میں قبور والی مسجد میں قائم رہا۔ پھر شاہ نگین میں فضیلوں کے قریب ایک چھپر نالک اس میں جا رہے۔ اس چھپر کی بجائے ایک پختہ مسجد بن گئی۔ ان کے شہر خلفا میں بیرون اثرت ملی، میر باثم علی دہلوی، حاجی فود محمد کا ہزاری اور میاں لال شاہ ریو اڑی دا سے تھے۔

(۵۳) تاری محمد بیگ دہلوی : حضرت ہادی ہر بارہ تھے اپنے اپنے کے علاوہ سلسلہ نقشبندیہ میں اور کسی کو بیعت نہیں کیا۔

کتابیات

۱۔ ائمہ الاعتقاد:

حضرت ہادیہ ہر بارہؒ کے حالات پر شیخ ظفیر الدین صدیق الحنفیؒ
متوفی ۱۸۶۳ع نے یہ فقر خارسی رسالت لکھا تھا۔ شائع نہیں
ہوگا بلکہ صفت کے بات کا لکھا ہوا، اس کا قلمی نسخہ ہمارے
پاس ہے۔ اس رسالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صفت نے
حضرت شاہ صاحب نہیںؒ کے حالات پر ایک تفصیلی کتاب برداشت
لکھی تھی۔ روفتہ الرضوان کا بڑا مانع یہ کتاب تھی۔

۲۔ نقیب الاولیا:

اس کے صفت خال ہادیہ بیرون زادہ ڈینی منظر احمد نقیل دہلویؒ ۱۹۵۰ء
۱۹۴۰ء) صدیقی، لمبی تھے۔ اس کی متعدد جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

(۱۱) پیر امیر بخش: موقعہ بیانی کے رہنمے دامتہ تھے۔

(۱۲) پیر حبیش شاہ عبدالدین ساکن بھنپھٹو

(۱۳) قاضی علام محمد فتح آبادی

(۱۴) سیاں شاہ محمد بودلہ سکن بیکھڑ

(۱۵) سیاں حاجی شاہ محمد ولائی

(۱۶) میر حیدر علی نارنولی

(۱۷) سیاں امیر سلطان علی

(۱۸) حافظہ حست عرف چندو

(۱۹) حافظہ مستقیم

(۲۰) حافظہ حندر بخش

(۲۱) تاریخ دیندار نایابنا

(۲۲) سولوی احمدیار خاں فتح پوری

(۲۳) سیاں جماعت علی شاہ

(۲۴) سیاں جلال شاہ

”مری تین سو کے قریب قیم تحریر یں لکھا کر دی گئی تھیں۔ ترتیب
راقم نے دی ہے۔
۶۔ حالات خواتین :

اُندھلی۔ صاحب روزتہ الصوان بولوی عید الشکور کی دختر
عائشہ بیگم (۱۸۵۲-۱۹۵۲) کی تصویف ہے۔ ہمارے پاس
۷۔ ۱۹۱۹ء تک لکھی گئی ہے۔

۷۔ ہریانی زبان میں تالیفات :

صونون حافظ محمد شیرانی طبیعت اور مثال کالج میگزین لاہور
نمبر ۱۹۳۱ء و فروری ۱۹۳۱ء

۸۔ احادیث باشرالاحداد :

شاه ولی الشریعت دہلویؒ

۹۔ تحفۃ الاخوان :

محضنہ شیخ عبدالحق طبیعت خاردنی

۱۰۔ تایمیخ عبرت افراد :

مرتبہ مرزا علی رضا خروان مراد آبادی طبیعت برلاس پر یعنی مرداد آباد۔

ہمارے پاس اس کی جلد دوم کا دفتر دوم ہے جو ۱۹۱۳ء میں
طبع ہوا۔ اُردو میں ہے۔

۳۔ روزتہ الصوان ہوسٹم یہ تذکرہ ارشفان :

اس کتاب کے صفت اکجاج بولوی عید الشکور صدیقی، لمبی
۱۹۱۵ء-۱۹۱۸ء) ہیں مگر اس کی تجدیب و اشاعت صحن
کے رہیں دخلیہ بولوی سید ابو محمد عطاء الحق مدرس علم رشق
امیکلو عربک ہائی سکول دہلی تے کرانی۔ یہ کتاب صفت کی ذات
کے دو ماہ بعد ۱۹۱۵ء میں دلی پرنسپل درکس دہلی میں طبع
ہوئی۔ ۱۴۲ صفحات یہ طبیعت فتحہ ہمارے پاس ہے۔ اُردو میں
ہے۔

۷۔ مائٹ الاجداد :

راقم کی تصویب ہے۔ حضرت بادی ہریانہؒ کے خاندان کے
حالات پر ہے۔

۵۔ کنز الشاہر :

حضرت بادی ہریانہؒ کے خاندان سے متصل شاہی فرائیں اور